ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

9 ستمبر 2022 | صفر المظفر 1444ھ

عزم وہمت اور صبرو استقامت کے
92 سال

7 ستمبر
یومِ تحفظِ ختمِ نبوّت

سیلاب کی تباہی، متأثرین کی مدد کیجیے

7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے تاریخی فیصلے کی یاد میں

سالانہ 22 ویں تحفظ ختم نبوت ﷺ کانفرنس

07 ستمبر 2022ء بروز بدھ بعد نماز مغرب

ایوان احرار 69-C نیو مسلم ٹاؤن وحدت روڈ لاہور

قاری مومن شاہ — حافظ حسن افضال صدیقی

زیر صدارت: آل نبی اولاد علی نواسۂ امیر شریعت حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ العالی، امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

سیف الرحمن — فضل الرحیم — زاہد الراشدی — حاجی عبداللطیف خالد چیمہ

مفتی محمد حسن — ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان — محمد امجد خان — سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

معروف کالم نگار نوائے وقت، محترم جناب محمد اکرم چوہدری صاحب

میاں محمد نعمان — علامہ زبیر احمد ظہیر، سربراہ اسلامی جمہوری محاذ — عبدالرؤف فاروقی — محمد مغیرہ، سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان — عامر حسن، رہنما پاکستان پیپلز پارٹی

سید عطاء المنان بخاری، مجلس احرار اسلام — ڈاکٹر شاہد کاشمیری — محمد اویس، مرکزی رہنما مجلس احرار اسلام پاکستان — غلام حسین نعیمی — ملک محمد یوسف — حاجی محمد ایوب بٹ، صدر مجلس احرار اسلام لاہور — قاری محمد قاسم بلوچ

الداعی الی الخیر: شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام لاہور

برائے رابطہ: 0300-4240910، 0300-4037315، 04235912644

ہنگامی اپیل برائے سیلاب متاثرین

جنوبی پنجاب، راجن پور، لیہ، ڈیرہ اسماعیل خان سمیت دیگر علاقوں میں امدادی سرگرمیاں جاری

نقد رقم، ادویات اور غذائی اجناس کی فوری ضرورت

مرکزی رابطہ: مولانا سید عطاء المنان بخاری 0301-7181267، مولانا محمد اکمل 0300-6385277

شعبہ خدمت خلق مجلس احرار اسلام پاکستان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 33 شمارہ 09 ستمبر 2022ء / صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ	سیلاب کی تباہی، متاثرین کی مدد کیجیے	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات	اسلام اور پاکستان کے خلاف سرگرم این جی اوز	عبداللطیف خالد چیمہ	4
سرکلر	45 ویں سالانہ دوروزہ احرار ختمِ نبوت کانفرنس	مولانا محمد مغیرہ مدظلہ	6
افکار	7 ستمبر 1974ء تاریخ اسلام کا روشن دن	پروفیسر خالد شبیر احمد	9
//	عشق تمام مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم)	عامرہ احسان صاحبہ	11
//	مذہب کی توہین سزا اور ردعمل	مولانا منظور احمد آفاقی	14
//	زندہ قوم کے زندہ حکمران	نوید مسعود ہاشمی	17
دین و دانش	مال حرام کے نقصانات	مولانا حبیب اللہ	19
//	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	22
آپ بیتی	سرخ لکیر قسط نمبر 4	ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم	24
ادب	وطن کے اے مجاہدو	حبیب الرحمٰن بٹالوی	32
//	مولانا ظفر علی خانؒ کی ایک سدا بہار نظم	مولانا منظور احمد آفاقی	33
خطاب	واقعات سیرت طیبہ و سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم قسط نمبر (5)	جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	35
شخصیت	سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ	41
مطالعہ قادیانیت	فرقۂ غلمدیہ یا جماعت احمدیہ	حضرت مولانا عبدالقدوس رومیؒ	47
//	قادیانی سے دعوتی نشست قسط نمبر 1	عطا محمد جنجوعہ	53
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	58
ترحیم	مسافران آخرت	ادارہ	63

★ ★ ★ ★

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسؤل

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک -/300 روپے

بیرون ملک -/5000 روپے

فی شمارہ -/30 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk

www.alakhir.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

سیلاب کی تباہی، متأثرین کی مدد کیجیے

اس وقت ملک سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے۔ حکومت نے سیلابی صورت حال کو قومی ایمرجنسی قرار دیتے ہوئے 3 کروڑ افراد کے بے گھر ہونے کی تصدیق کی ہے۔ سینکڑوں لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں، ہزاروں بستیاں تباہ ہو گئی ہیں۔ لاکھوں لوگ کھلے آسمان تلے پڑے روٹی، کپڑے، مکان اور علاج کو ترس رہے ہیں۔ اگرچہ عالمی اداروں اور تنظیموں نے 50 کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا ہے، وزیر اعظم، وفاقی کابینہ اور پاک فوج کے افسران نے ایک ماہ کی تنخواہ سیلاب متأثرین کی امداد کے لیے دینے کا اعلان کیا ہے۔ لیکن ابھی تک تباہ حال لوگوں تک حکومتی امداد پہنچی نہ ہی سرکاری اہلکار اور سیاست دان اُن کی دادرسی کے لیے پہنچے۔ البتہ پاک فوج کے جوان لوگوں کو سیلاب سے نکال کر محفوظ مقامات پر منتقل کر رہے ہیں یا دینی مدارس کے علماء طلباء اور دینی جماعتوں کے کارکن متأثرین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اس خدمت پر یقیناً وہ خراجِ تحسین کے حق دار ہیں۔ اس وقت تک انسانی حقوق کے نام پر مغرب کے حرام مال پر پلنے والی این جی اوز کہیں نظر نہیں آئیں۔ انسانی خدمت کے حوالے سے اُن کا ہمیشہ دوہرا معیار رہا ہے جو قابل ملامت و مذمت ہے۔

دینی اداروں اور جماعتوں کا کردار قابل تحسین و تعریف ہے جو بلا استثناء مصیبت کی اس گھڑی میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مخلوق کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اس سلسلے میں جمعیت علماء اسلام کی ذیلی تنظیم ''انصار الاسلام''، مجلس احرار اسلام کا شعبہ خدمتِ خلق، جماعت اسلامی کا ذیلی ادارہ ''الخدمت'' شبانِ ختم نبوت، الفاروقیہ ٹرسٹ (شجاع آباد) اور دیگر کئی رفاہی ادارے سرگرم عمل ہیں۔

دینی جماعتیں اور دینی مدارس ایک ہی نصب العین کو سامنے رکھ کر جدوجہد کر رہے ہیں۔ دین کی دعوت، دین کی تعلیم اور مخلوق کی خدمت ہی انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ مسلمانوں کے ایمانوں کو بچانا، ہر باطل گروہ سے باخبر کرنا اور عوام میں دینی شعور کو بیدار کرنا کتنی عظیم خدمت ہے۔ حضور خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''خیر الناس من ینفع الناس'' لوگوں میں اچھا وہی ہے جس سے لوگوں کو نفع پہنچے۔

ان سطور کے ذریعے عوام سے اپیل ہے کہ وہ اپنے مصیبت زدہ ہم وطن بھائیوں کی بھرپور مدد کر کے اُن کا دُکھ درد اور غم بانٹیں۔

وزیر خزانہ کی دُر فنطنی

وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر مفتاح اسمٰعیل کو پھر پرانا درد اٹھا ہے اور بہت زور کی خارش ہوئی ہے۔ 14 اگست 2022ء کو وطن عزیز کے 75ویں یوم آزادی کے موقع پر جیو نیوز کے پروگرام ''نیا پاکستان'' میں انہوں نے ایک

انٹرویو دیا جو انہیں کئی دنوں سے بہت زور سے آیا ہوا تھا اور انہوں نے موقع پا کر اُگل دیا۔ موصوف نے زہر افشانی کرتے ہوئے کہا!

’’ہم من حیث القوم جذباتی، تنگ نظر، عقل و سوچ سمجھ سے عاری ہیں۔ قوم کا یہی معاشرتی رویہ ہماری معاشی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے‘‘۔

انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام (قادیانی) کے نوبل پرائز کو وقعت نہ دینے اور (اپنی بیٹی) ملالہ کی عدم قبولیت پر شدید دُکھ کا اظہار کیا۔ معیشت سنوارنے کے لیے عاطف میاں (قادیانی) سے مشورے کا تذکرہ بھی کیا۔ حالانکہ عاطف میاں، عمران خان کا لاڈلہ تھا۔

وزارت خزانہ جیسے اہم منصب پر مفتاح اسماعیل جیسے شخص کی تقرری پر ہمیں قطعاً حیرت نہیں۔ مسلم لیگ سے ہمیں کبھی خیر کی توقع تھی نہ ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ مفتاح اسمٰعیل پاکستان کی نہیں بلکہ آئی ایم ایف اور عالمی استعمار کی زبان بول رہے ہیں۔ انہیں ملک اور قوم سے کیا واسطہ؟ وہ جن کے نوکر ہیں انہی کے ایجنڈے کو پرموٹ کر رہے ہیں۔ مفتاح اسمٰعیل نے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نام لیا جس نے پاکستان پر لعنت بھیجی تھی۔ انہیں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نظر انداز کرنے کا دُکھ ہے لیکن اپنے مسلمان ہمسایہ ملک افغانستان کے معزز سفیر ملا عبدالسلام ضعیف پر ہونے والے ریاستی ظلم پر کوئی افسوس نہیں۔ اُنہیں مغرب زدہ ملالہ کے جانے کا تو غم ہے لیکن وطن کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکہ کے ہاتھ فروخت کرنے کا کوئی افسوس نہیں۔ ڈاکٹر مفتاح اپنی پارٹی کے سیاہ ریکارڈ پر ہی ایک نظر ڈال لیں تو شاید اس آئینے میں وہ اپنی شکل واضح دیکھ سکیں گے۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار مسلمانوں کا قتل مسلم لیگ کی حکومت کا ہی کارنامہ ہے۔ آئین سے ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنے کی سازش، قادیانیوں کو اپنا بھائی قرار دینا اور سود کے خلاف شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل، آپ کے محبوب قائد میاں نواز شریف کے سیاہ کارنامے ہیں۔ اور اب وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلے پر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ٹاسک فورس بنا کر معاملہ سرد خانے میں ڈال دینے کو کیا نام دیا جائے گا۔ جذباتی تو آپ بھی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ قوم اپنے عقیدے اپنی تہذیب اور اپنے وطن کے آئین کے ساتھ جذباتی وابستگی رکھتی ہے۔ اور آپ آئی ایم ایف اور مغرب کے ایجنڈے کے ساتھ سفلی جذباتیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! جذبات مر گئے تو قوم مر جائے گی، غیرت وحمیت دم توڑ دے گی۔ پاکستان کا قیام بھی مسلم قوم کے جذبات کا ہی صلہ ہے۔

یہ ملک اللہ کی امانت ہے۔ قوم اس کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں پر پہرہ دے گی۔ ان شاء اللہ

عبداللطیف خالد چیمہ

اسلام اور پاکستان کے خلاف سرگرم این جی اوز

پاکستان کے اسلامی وقومی تشخص کو مجروح کرنے والی این جی اوز اور لابیاں اب ہماری شناخت کو ختم کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں، حکومت سابقہ یا موجودہ، بادی النظر میں دیکھیں تو دونوں عالمی اداروں کے ایجنڈے کے مطابق ہی کارگزاری کی حامل ہیں، توہین مذہب، توہین رسالت اور توہین صحابہؓ واہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ذریعے پاکستان کو مزید کمزور کرنے کے لیے این جی اوز سے کس طرح کام لیا جارہا ہے یہ خبر ملاحظہ فرمایئے اور فکر مند ہوجایئے۔

’’وفاقی وزارت داخلہ نے پنجاب حکومت کو توہین مذہب کی جبری تبدیلی سمیت دیگر معاملات کا سہارا لیکر اقوام متحدہ میں پاکستان کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کرنے میں ملوث این جی اوز کے خلاف کارروائی کے احکامات جاری کردیئے ہیں۔ جنگ کو ملنے والی دستاویز کے مطابق یہ احکامات سنٹر فار سوشل جسٹس نامی تنظیم کی تیار کردہ ایک شیڈول رپورٹ کے بعد جاری کیے گئے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت پاکستان مذہب اور عقیدے کے حوالے سے اقوام متحدہ میں اور بین الاقوامی قوانین پر عمل درآمد کے حوالے سے ناکام ہوچکا ہے۔ دستاویز کے مطابق مذکورہ این جی اوز اس شیڈول رپورٹ میں پاکستان میں توہین رسالت قانون کے استعمال، جبری طور پر مذہب کی تبدیلی، اکثریتی مذہب کو جبری طور پر پڑھانے اور ایڈ ہاک نیشنل کمیشن فار منارٹیز جیسے ایشوز کو فوکس کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں ان ایشوز پر پاکستان کے کردار کو مایوس کن ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وزارت داخلہ کے مطابق سنٹر فار سوشل جسٹس اپنی یہ رپورٹ اقوام متحدہ کی ہیومن رائٹس کونسل کے 42ویں اجلاس پاکستان کے چوتھے یونیورسل پیریاڈک ریویو میں پیش کرنے کی تیاری کررہی ہے۔ دستاویزات کے مطابق وفاقی حکومت کے اکنامک افیرز ڈویژن نے 8اپریل 2021ءکو ایک خط کے ذریعے سنٹر فار سوشل جسٹس کے ساتھ ایم او یو پر دستخط کرنے سے انکار کردیا تھا لیکن اس کے باوجود یہ تنظیم کام کررہی ہے۔ وزارت داخلہ نے پنجاب حکومت کو مذکورہ تنظیم کے خلاف فوری کارروائی کرکے رپورٹ کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔ 21اگست 2022)

بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ لوگوں کے لیے احرار ریلیف فنڈ کا اجراء!

مون سون کی حالیہ بارشوں کے سبب ندی نالوں اور دریاؤں کے بپھرنے کے سبب آنے والے سیلاب کی وجہ سے بلوچستان، اندرون سندھ اور پنجاب کے ڈیرہ غازی خان، تونسہ، راجن پور، روجھان، فاضل پور، لیہ اور گردو نواح کے دیہات زیرآب آچکے ہیں۔ جس کے نتیجے میں سیکڑوں انسانی جانیں، املاک، ہزاروں مویشی اور فصلوں کا نقصان ہوا ہے۔ ضلع ڈیرہ غازی خان انتظامیہ نے 25 جولائی سے 20اگست 2022 تک کی جو رپورٹ جاری کی

ہے اس کے مطابق 342 بستیاں، 80 یونین کونسلیں اور 14 لاکھ 81 ہزار 361 ایکڑ رقبہ شدید متاثر ہوا جبکہ 50 ہزار سے زائد مکانات تباہ ہو چکے ہیں۔ متعدد مساجد و مدارس کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

مجلس احرار اسلام کا ''شعبہ خدمت خلق'' قیام پاکستان سے قبل سے ہی اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے۔ 1935 میں کوئٹہ کا زلزلہ، 1943ء میں قحط بنگال، 1968ء ملتان میں ہیضہ کی وبا، 1973ء کا سیلاب، 2000 میں افغان مہاجرین کی مدد، 2005 میں بالاکوٹ کا زلزلہ، 2010 کا سیلاب ہو، 2017 میں ترکی میں مقیم شامی پناہ گزین کی مدد اور 2019 میں کرونا سے متاثر ہونے والے افراد کی مدد۔ تمام مواقع پر مجلس احرار اسلام نے ہمیشہ اپنی استطاعت سے بڑھ کر احباب خیر کے تعاون سے امدادی سرگرمیوں میں حصہ لیا اور ہزاروں کارکنان و معاونین نے رضا کارانہ خدمات سرانجام دیں۔

حالیہ صورت حال میں بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیوں کے حوالے سے بھی مجلس احرار اسلام پاکستان کی قیادت نے جماعت کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ تمام مراکز، ذیلی دفاتر، اداروں اور مساجد میں ریلیف کیمپس قائم کر کے لوگوں کو امدادی سرگرمیوں کی طرف متوجہ کیا جائے۔ ملتان مرکز سے امدادی رقوم، امدادی سامان اور خیمہ جات 23 اور 28 اگست کو تونسہ کے مضافاتی دیہاتوں اور 26 اگست کو لیہ کے مضافات میں پہنچایا اور تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد روجھان اور فاضل پور کی طرف بھی ٹیمیں جائیں گی۔ لاہور دفتر میں امدادی کیمپ نے کام شروع کر دیا ہے۔ احرار فاؤنڈیشن کے تحت دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی میں، مجلس احرار رحیم یار خان، خانپور، گوجرانوالہ، تلہ گنگ (ضلع چکوال)، ڈیرہ اسماعیل خان، کروڑ لعل عیسن (ضلع لیہ) سمیت دیگر علاقوں میں امدادی کیمپ قائم کر دیے گئے ہیں۔ ماتحت شاخوں کو ان سطور کے ذریعے اس کارِ خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔

مرکزی رابطہ برائے معلومات و تعاون:

مولانا سید عطاء المنان بخاری (مرکزی ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان) 0301-7181267

مولانا محمد اکمل (امیر مجلس احرار اسلام ملتان) 0300-6385277

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ایوانِ احرار: C/69 نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور

’’45ویں سالانہ دوروزہ احرار ختمِ نبوت کانفرنس‘‘ جامع مسجد احرار چناب نگر

مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس
2022/4

جملہ مندوبین شرکاء اور احرار ساتھیوں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.......................مزاج گرامی!

آپ کے علم میں ہے کہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیراہتمام اِن شاء اللہ تعالیٰ 12,11/ربیع الاوّل 1444ھ مطابق 9,8 اکتوبر 2022ء بروز ہفتہ، اتوار جامع مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ ’’احرارختمِ نبوت کانفرنس‘‘ قائد احرار حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ کی زیرسرپرستی منعقد ہو رہی ہے۔اس کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیاریاں تیز کردیں۔

☆ کانفرنس کے اشتہارات شائع ہو چکے ہیں، تمام ماتحت مجالس احرار اور دیگر حضرات مرکزی دفتر دارِ بنی ہاشم ملتان اس نمبر (0300-9522878) پر رابطہ فرما کر اشتہارات حاصل کریں

☆ کانفرنس میں شرکت کے لیے اپنے جماعتی وغیر جماعتی ماحول میں محنت کریں، پروگرام، دروس قرآن، دروس ختم نبوت، ختم نبوت کورسز، مساجد میں نمازوں سے متصل پیغام ختم نبوت، مدارس کا دورہ کر کے اور اجتماعی شرکت کو یقینی بنائیں نیز کانفرنس اور قافلے کی روانگی کے حوالے سے اخبارات کے مقامی نمائندگان کے ذریعے خبریں بھجوانے کا اہتمام ضرور کریں اور اخبارات کے علاقائی ایڈیشن میں مقامی جماعت کی جانب سے کانفرنس کی تشہیر کے لیے اشتہار شائع کروائیں

☆ ہر مقامی جماعت کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ نظم وضبط کا ماحول پیدا کریں۔کانفرنس میں شرکت کرنے والے ساتھیوں کی تربیت کریں اور ایک نیک مقصد کے لیے سفر کے آداب کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں اور دوران سفر کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد جاری رکھیں۔ چناب نگر میں داخل ہوتے وقت نعرہ بازی نہ کریں

☆ پنڈال میں داخل ہونے سے پہلے قافلے کے امیر استقبالیہ کیمپ میں اپنے ساتھیوں کی تعداد کا اندراج کروائیں

☆ دوران اجتماع مسجد میں حاضری کو یقینی بنائیں، چناب نگر میں بلاضرورت نہ گھومیں پھریں اور نہ ہی قادیانیوں سے بحث کریں

☆ ہر شاخ یا شرکت کرنے والے ساتھی اپنی تعداد کی مناسبت سے پانچ سے دس جماعتی پرچم بمع ڈنڈے ساتھ لائیں اور ممکن حد تک تمام ساتھی سرخ قمیص میں ملبوس ہوں، بہتر یہ ہے کہ مقامی جماعت کے ذمہ داران

ساتھیوں کی آسانی کے لیے سرخ کپڑا خرید کر کارکنان کو اطلاع کریں اور وہ ان سے خرید لیں تا کہ زیادہ سے زیادہ احباب باوردی ہوں

☆ کانفرنس کی مناسبت سے جن شاخوں کے پاس بینرز موجود ہوں وہ ہمراہ لائیں ممکن ہو تو نئے بینرز / پینا فلیکس بنوانے کا اہتمام کریں۔ ڈیزائن مطلوب ہو تو مرکز سے اپنے ای میل پر منگوائیں

☆ روانگی سے قبل اپنی سواری پر جھنڈا اور بینر آویزاں کریں جس کی عبارت ''احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر'' ہو اور تمام ساتھی / قافلے سفر کے دورانیے کا اندازہ کر کے ایسے وقت سفر شروع فرمائیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ 11 / ربیع الاول کی صبح تک اور تاخیر سے آنے والے قافلے 12 / ربیع الاول کو نماز فجر تک مرکز احرار چناب نگر پہنچ جائیں اس سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔ 11 ربیع الاول کو عشاء کے بعد کی نشست کو کامیاب کریں

☆ جن شاخوں کو انتظامات اور خدمت کے لیے کارکن مہیا کرنے کا کہا گیا ہے ان سے درخواست ہے کہ متعینہ کارکنوں کی تربیت کریں اور یہ ساتھی 10 / ربیع الاول کو نماز ظہر تک لازما چناب نگر پہنچ کر ڈاکٹر محمد آصف (0300-9522878) کو رپورٹ کریں

☆ موسم کے مطابق بستر ہمراہ رکھیں اور کھانے پینے کی چھوٹی موٹی اشیاء مثلاً پانی کی بوتل، چنے، بسکٹ وغیرہ اگر ساتھ رکھیں تو سہولت رہے گی۔ اجتماع کے دوران وقفہ بیانات میں، سٹالز سے اپنی ضرورت کی اشیاء خریدیں

☆ جلسے اور جلوس کے دوران اپنے اردگرد مشکوک افراد پر نظر رکھیں

☆ اپنے قافلے کا امیر مشاورت سے طے کریں اور اطاعتِ امیر کو شعار بنائیں

☆ 12 / ربیع الاوّل کو جلوس کے موقع پر دی جانے والی ہدایات پر مکمل عمل پیرا ہوں دورانِ جلوس نظم وضبط قائم رکھیں ہُلڑ بازی اور منفی نعرے بازی سے مکمل پرہیز کریں، بلکہ درود شریف کا اہتمام کریں۔ جماعت کی طرف سے پرنٹ کیے ہوئے نعرے متعین افراد ہی لگائیں گے دیگر حضرات صرف نظم کی پابندی کریں

☆ چناب نگر مرکز میں اجتماع کے موقع پر جگہ کم پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے ہم آنے والے مہمانوں اور مقررین کا خاطر خواہ اکرام نہیں کر پاتے اس بات کو محسوس نہ کریں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید وسیع جگہ عطاء فرمائیں (آمین) تا کہ سارے نظام میں آسانی رہے، جماعتی وغیر جماعتی احباب کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی توجہ غیر ضروری ملاقاتوں کی بجائے اجتماع پر مرکوز رکھیں اور تیسرا کلمہ، استغفار اور درود پاک پڑھتے رہیں۔ کام میں بے حد مشغول ذمہ داران کو الجھن میں نہ ڈالیں اِس سے نظم بھی خراب ہوتا ہے اور کام کا حرج بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

☆ چناب نگر انتظامیہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی ہے ان کے ساتھ کسی قسم کی بدتمیزی ہرگز نہ کریں۔ اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ چناب نگر میں ہمارے جلوس کے علاوہ کئی اور جلوس بھی نکلتے ہیں جو صبح 9 بجے شروع ہو جاتے ہیں اور پولیس لاری اڈا پر ہمارے قافلوں کو متبادل راستہ اختیار کرنے کا کہتی ہے ایسی صورتحال میں لاری اڈا چناب نگر

پر موجود ہمارے استقبالیہ کیمپ (0343-7110228) سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنی مرضی سے کوئی راستہ اختیار نہ کریں۔

☆ کانفرنس کے اخراجات روز افزوں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے باعث پہلے سے زیادہ ہو چکے ہیں۔اس کے لیے علاقائی سطح پر محنت کر کے ختم نبوت فنڈ جمع کریں اور موقع پر کانفرنس کے اخراجات/ختم نبوت فنڈ/ چناب نگر مدرسہ/مرکزی بیت المال/نقیب ختمِ نبوت یا کسی بھی دوسری مد میں فنڈز کے لیے جگہ اور افراد متعین ہوں گے وہاں رقوم جمع کروائیں

☆ کھانے کے لیے وسیع پنڈال کا انتظام ہوگا براہ کرم صبر وتحمل اور ترتیب کے ساتھ کھانے کے پنڈال میں تشریف لے جائیں۔معمر افراد کو مقررہ راستے سے لے کر جائیں۔کھانے کے لیے 20 روپے فی کس کا ٹوکن جاری کیا جائے گا قافلے کے امیر اپنی تعداد کے حساب سے اور انفرادی طور پر شرکاء بھی ٹوکن ''استقبالیہ کیمپ'' سے حاصل کریں۔

☆ ہر ماتحت شاخ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے اخراجات کی مد میں مرکز کی طرف سے دیے گئے ٹارگٹ کے مطابق اپنے حصے کی رقم موقع پر جمع کرائے یا مرکز کو بھجوائے۔

☆ پارکنگ کے لیے جو جگہ مختص ہو اس کو استعمال میں لائیں اور متعلقہ انتظامیہ کی ہدایات پر سختی سے عمل فرمائیں۔
جلوس کے دوران سواریاں جلوس کے پیچھے رکھیں

امید ہے آپ ہماری گزارشات کو ہر حال میں مقدم وملحوظ رکھیں گے۔شکریہ والسلام

ملتمس: محمد مغیرہ

ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

0301-3138803

پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ: 11 ربیع الاول:

☆ پہلی نشست، تربیتی نشست برائے کارکنان احرار بعد نماز ظہر

☆ دوسری نشست، بیانات علماء کرام وتلاوت عالمی قراء کرام بعد نماز مغرب

12 ربیع الاول: ☆ تیسری نشست، درس قرآن کریم بعد نماز فجر

☆ چوتھی نشست، تقریب پرچم کشائی 8 بجے صبح ☆ پانچویں نشست، بیانات علماء کرام 10 تا 1 بجے دوپہر

☆ جلوس دعوت اسلام، ظہر تا عصر (جامع مسجد احرار تا اڈا چناب نگر)

رابطہ: مولانا محمد اکمل (ناظم اجتماع) 0300-6385277

پروفیسر خالد شبیر احمد

7 ستمبر 1974ء تاریخ اسلام کا روشن دن

7 ستمبر 1974ء کا روشن دن جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اللہ اللہ وہ دن جس کے لیے مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں اور رضا کاروں نے اپنی تمام زندگی صرف کر دی تھی اور جس کے انتظار میں نہ جانے کب سے ملتِ اسلامیہ بے چین اور بے قرار تھی آ ہی گیا۔ قومی اسمبلی نے قرارداد پاس کر دی اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔

مجلس احرار اسلام نے 1930 میں تحریک کشمیر چلائی اور 1934ء میں قادیان کے اندر اپنا مرکز بنا کر قادیانی ریاست کو للکارا۔ 1953ء میں پاکستان کے اندر تحریک ختم نبوت چلائی جس تحریک کو جبر و تشدد سے کچل دیا گیا۔ دس ہزار رضا کاران اور دوسرے مسلمان ناموس رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوئے۔ جس کے علاوہ ہزاروں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور بالآخر اپنے نصب العین میں کامیاب ہوئے۔ اس کے برعکس مسلم لیگ نے قادیانیت کو اپنے کندھوں پہ اُٹھایا۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اس بات کا پراپیگنڈہ کیا کہ قادیانی نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ چوہدری سر ظفر اللہ قادیانی کو آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت پر براجمان کیا تاکہ یہ تأثر عام ہو کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے خلاف فکری محاذ پر بے مثال کردار ادا کیا اور اس وقت کی انگریز حکومت سے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر کے مجلس احرار اسلام کے مؤقف کی تائید کرتے ہوئے ایک خط میں قادیانیوں کو اسلام اور ہندوستان کا غدار قرار دیا تھا۔

1956ء آئین پر بھی مجلس احرار اسلام نے احتجاج کیا تھا کہ آئین میں تو ہے کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم لازماً مسلمان ہوگا۔ لیکن آئین کی نظر میں مسلمان کون ہے؟ خاص طور پر ایسے حالات میں جبکہ پاکستان کے اندر ایک ایسا گروہ یا طبقہ موجود ہے جو اپنے آپ کو مسلمان اور ملت مسلمہ کو کافر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ وہ دین اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت کا منکر اور باغی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام قادیانی کو نبی مانتا ہے۔

7 ستمبر 1974 کو آئین نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی شخص کو نبی ماننے والے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ یعنی مسلمانوں کے 1956 کے آئین پر احتجاج کو تسلیم کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ مطالبے کو تسلیم کر لیا گیا۔ اس لیے سب سے زیادہ خوشی مجلس احرار اسلام اور اُن کے رضا کاروں کو ہوئی اور مجلس احرار اسلام کے قائد جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت کے اس اقدام کو ملت اسلامیہ کے لیے نیک فال اور شہدائے ختم نبوت اور اکابر مجلس احرار اسلام کی قربانیوں کا ثمر قرار دیا۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو قائد احرار کی جانب سے ٹیلی گرام کے ذریعے مبارک باد کا پیغام بھیجا گیا اور مختلف شہروں میں احرار اسلام کے زیر اہتمام کانفرنسیں منعقد کر کے حکومت وقت کو اس مبارک کام پر خراج تحسین پیش کیا کہ حکومتی اقدام سے شہدائے ختم نبوت 1953ء کی روح کو تسکین حاصل ہوئی جو ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنی جانوں پر کھیل گئے۔ اور اپنے مقدس خون سے یہ تحریر لکھ گئے۔

ہم زینت فسانۂ جاناں بنے رہے
جذبہ وجنون وعشق کا عنواں بنے رہے
زیر قدم رہا ہے حوادث کا سلسلہ
یوں جراتوں کا شعلۂ پراں بنے رہے
لوہے جہاں پہ ثبت ہیں ان کے نقوش پا
ہر حال میں جو عشق کا عنوان بنے رہے
وہ لوگ جو کہ کشتۂ مہرو وفا ہوئے
یوسف مثال زینت زنداں بنے رہے
کاٹی جنوں نے زندگی کچھ اس طریق سے
خالدؔ نقیب عظمت انساں بنے رہے

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

عامرہ احسان صاحبہ

عشق تمام مصطفی! (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک اصطلاح جس نے اکیسویں صدی کے آغاز سے دنیا میں (بشمول چند مزید اصطلاحات کے) تہلکہ مچائے رکھا، وہ تھی ''آزادیٔ اظہار''۔ فتنۂ دجال کے اہم ترین سنگ میل میں سے ایک افغانستان پر پوری دنیا کا مل کر فوجیں لیے ٹوٹ پڑنا تھا۔ جسے بجاطور پر بُش نے ''صلیبی جنگ'' سے معنون کیا تھا۔ 1095ء سے شروع ہونے والی نوصلیبی جنگوں کا بظاہر اختتام 1492ء میں ہوا۔ تاہم اس کے پس پردہ مقاصد، اہداف اور بغض مسلسل جوں کا توں رہا۔ توہین رسالت صلیبی جنگوں کا جزو لاینفک رہا ہے۔ اسلام کی روح پر یہ حملہ جب فرانسیسی صلیبی ریجی نالڈ نے کیا تو صلاح الدین ایوبیؒ نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کیا، یہ کہہ کر کہ ''میں ہوں جو تمہارے مقابلے پر ناموس رسالت کا دفاع کروں گا۔''

اسلام کی پوری تاریخ میں شان رسالت کی طرف میلی نگاہ سے دیکھنے والوں کے لیے یہی ایک جواب رہا ہے۔ یہودی کعب بن اشرف سے لے کر سلمان رشدی تک۔ حالیہ عالمی جنگ میں بھی۔ (جو اصلاً خلیجی جنگ سے شروع ہوئی تھی)۔ ڈنمارک (2005ء) نے اخبار جیلنڈز پوسٹن میں گستاخانہ خاکوں سے جو طرح ڈالی تو وہ پورے یورپ میں خنزیری وبا بن کر پھیل گئی۔ بار بار یوں دوہرائی گئی آزادیٔ اظہار کے نام پر جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کی روحوں کو لہولہان کر دیا۔ سویڈن فرانس (بدترین مرکز رہا) امریکا تک سے بار بار یہ عمل سامنے آتا رہا۔ قبل ازیں 1988ء میں سلمان رشدی (بھارتی بزنس مین انیس رشدی کا مرتد بیٹا) گستاخی کی انتہاؤں پر براجمان، شیطانی آیات نامی کتاب لکھ چکا تھا۔ تسلیمہ نسرین کی یاوہ گوئی اور دریدہ دہنی پر مبنی کتب اسے اپنے ملک بنگلا دیش سے منہ چھپا کر بھاگنے پر مجبور کر چکی۔ ایسے تمام افراد مغربی ممالک میں ہاتھوں ہاتھ لیے جاتے ہیں۔ ان پر عالمی ایوارڈ نچھاور کیے جاتے ہیں۔ عظیم ادیب قرار دیے جاتے ہیں۔ ملعونہ تسلیمہ نسرین پر 26 عالمی اعلیٰ ترین ایوارڈز اور اعزازی شہریتیں مغرب نے برسائیں۔ عورت ہونے کی بنا پر زیادہ ناز اٹھائے گئے۔ اسلام کے پرخچے اڑانے کے عوض۔ سلمان رشدی کو 8 اعلیٰ ایوارڈ یورپی امریکی یونیورسٹیوں اور اداروں نے دریدہ دہنی پر دیے۔ ملکہ برطانیہ نے نائٹ ہڈ سے نوازا۔ ادب کی بدترین بے ادبی کے عوض! برطانوی ایمپائر کا منصب دار! برطانیہ جو حال ہی میں لیڈی ڈیانا کے بیٹے پرنس ہیری کو ان کی درخواست پر دو دن کے لیے چار سپاہی سیکورٹی پر مامور کرنے کو راضی نہ ہوا۔ اس نے سلمان رشدی کو پانی کی طرح (برطانوی عوام کے ٹیکسوں کا) پیسہ بہا کر تحفظ فراہم کیا۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کا غیظ وغضب لاوا بن کر پھوٹا۔ فتوے جاری ہوئے۔ سر کی قیمت لگائی گئی۔ 6 ماہ میں سلمان رشدی نے 56 مرتبہ جگہیں بدلیں۔ نام بدلا، جوزف رکھ لیا، اولاد بھی نہ جانتی تھی کہ باپ کہاں ہے۔

ایک طرف دنیا بھر کے مسلمانوں کا غم وغصہ تھا، دوسری طرف دنیائے مغرب کی آنکھوں کا تارا بنا چھپ چھپ کر جیتا، خبث باطن مزید اگلتا رہا۔ اس پر زندگی حرام ہو چکی تھی۔ برطانیہ کے پاؤنڈ ختم ہونے کو آ گئے تو اس بوجھ کو امریکا کے حوالے کر دیا گیا۔ جہاں وہ گزشتہ 20 سال سے زیر زمین پناہ گاہوں میں رہتا۔ امریکی شہریت پا چکا تھا۔ 1998ء میں اس پر حملے کی کوشش میں بم نصب کرنے والا لبنانی مصطفیٰ مازے خود جاں بحق ہو گیا۔ زیر زمین دبی گھٹی۔ خوف میں ڈوبی زندگی گزارنے والے رشدی نے چار مرتبہ (یکے بعد دیگرے) شادیاں کیں، غیر مسلم عورتوں سے آخری شادی امریکی ماڈل سے کی۔ سبھی طلاق پر منتج ہوئیں۔ بعدازاں اب گرل فرینڈز کے سہارے جی رہا تھا۔ رشدی شدید حفاظتی حصار میں خود تو بچا رہا مگر اس کی ہفوات کے تراجم کرنے والوں کی سخت شامت آئی۔ جاپانی میں ترجمہ کرنے والا ہٹوشی، ٹوکیو کی ایک یونیورسٹی میں چھروں سے مضروب مرا ہوا پایا گیا (1999ء)۔ اطالوی زبان میں ترجمہ کرنیوالے ایٹور پر میلان میں حملہ ہوا، بال بال بچ گیا۔ ناروے میں 1993ء میں جس پبلشر نے ناول چھاپا، اسے 3 گولیاں مار کر حملہ آور گھر میں مرنے کے لیے چھوڑ گیا۔ کئی مہینے ہسپتال میں زیر علاج رہا۔ اب بالآخر اللہ کے حکم سے خود سلمان رشدی کی باری بھی آ گئی۔

اگرچہ شاتمانِ رسول کبھی دریدہ دہنی کے بعد ایک دن بھی قرار نہ پا سکے۔ ابولہب کی یہ ذریت اپنے انجام کو جلد یا بدیر پہنچ کر رہتی ہے۔ سو یہی ہوا۔ 12 اگست صبح پونے گیارہ بجے سلمان رشدی نیویارک اسٹیٹ میں ایک لیکچر دینے کو اسٹیج پر تھا کہ اس پر ایک 24 سالہ لبنانی نوجوان ہادی مطر بجلی کی سرعت سے اچانک ٹوٹ پڑا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس کی تقریر کا موضوع یہی تھا۔ خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہ امریکا اس جیسے لکھاریوں کے لیے پناہ گاہ اور جائے امان ہے۔ حملہ آور نے 20 سیکنڈ کے اندر اسے 10.15 شدید گھونسے، چاقو کے وار برسا دیے۔ وہ شدید غضب کے عالم میں تھا۔ طاقتور اتنا کہ پانچ مردوں نے بمشکل قابو پایا۔ (باکسر ہے) زیر ہونے سے پہلے وہ رشدی کو زیادہ سے زیادہ زخمی کرنے کے درپے تھا۔ سر اور گردن، پیٹ اور بازو پر وار پڑے۔ 75 سالہ رشدی کا خون اڈر رہا تھا۔ اگرچہ کچھ لوگ اسٹیج کی طرف دوڑے۔ مگر ہیبت زدگی کا سماں تھا۔ رشدی کو فوراً ہیلی کاپٹر سے ہسپتال منتقل کیا گیا۔ سہمے ہوئے لوگوں اور ان کے رہنماؤں نے اسے بزدلانہ حملہ قرار دیا! پھر مسلسل دائیں طرف مارا گیا۔ اس سے ایک آنکھ میں گہرا زخم آیا جس کی بینائی کھو کر ممسوح العین دجال کی طرح کانا ہو جائے گا، دایاں بازو (کیونکہ حملہ دایاں طرف کرتا رہا، ناکارہ ہو گیا ہے، اعصاب کٹ جانے کی بنا پر) بیٹے نے کہا محض چند لفظ بول سکتا ہے۔ امت کا جگر پاش کرنے والے کا چاقو کی ضربوں سے جگر بھی مضروب ہے۔ کئی آپریشن ہوئے۔ اس کے دوست آتش تاثیر نے خوشخبری دی کہ وہ بہتر ہو رہا ہے۔ وینٹی لیٹر اتر گیا ہے۔ بات کر رہا ہے۔ کتنی اور کیسی بات؟ گونگے کی رمزیں گونگے کا دوست جانے! آتش تاثیر خود بھی تو آنجہانی گورنر سلیمان تاثیر کا اپنی سکھ، گرل فرینڈ سے بیٹا ہے جو خود ہندو ہے۔

برطانوی امریکی مصنف کے طور پر جانا جاتا ہے۔شہریت امریکی ہے۔تاہم رشدی کے ایجنٹ اینڈ ریو کا کہنا ہے کہ زخم شدید اور گہرے ہیں۔ بیٹے ظفر رشدی نے کہا کہ وینٹی لیٹر اتر گیا ہے۔مگر حالت نازک ہے(Critical)۔زندگی بدل دینے والے زخم ہوئے ہیں۔(اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکتے میں وہ عمل میں آجاتا ہے ....پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟(القمر 51-50)

سادگی ان کی دیکھ اور ان کی عیاری بھی دیکھ! کہنے لگے ابھی تک حملے کا مقصد ہم نہیں جانتے۔سلمان رشدی کا تو رواں رواں جانتا ہے۔ بول سکے تو پوچھ لو! شیطانی آیات ایسی کتاب تھی جس کا صرف ایک صفحہ ہماری قومی اسمبلی کے ڈیسک پر رکھا دیکھا تھا۔سرتاپا غم وغصے کا طوفان ابل پڑا تھا۔یہ اظہار یہ راکھ کر دینے کے لائق تھا جسے بدتہذیب دنیا نے ادب کا شاہکار قرار دیا۔ملعون رشدی کی شیطانی آیات، پر ابھی تو سزا کا ایک ہلکا سا تازیانہ برسا ہے جس نے حلیہ بگاڑ دیا۔ بہت کچھ ابھی باقی ہے۔

جہاں لیکچر دینا تھا وہاں ذمہ داران نے اضافی سیکورٹی اقدامات کو غیر ضروری جانا۔اتنے سال گزر جانے پر اب یہ سب پر اعتماد ہو چلے تھے۔اصلا جب تقدیر آتی ہے۔تو عقل اپنی کرسی چھوڑ دیتی ہے۔تقدیر کی کارفرمائی کے لیے۔ سو فیصلے کرنے والی ذات باری تعالیٰ وقت مقررہ پر جس سے چاہے جیسے چاہے کام لے لے۔فعال لما یرید۔کرتا ہے جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے!منتظمین نے تو صرف یہ چاہا تھا کہ کیوں شاتم وشائق میں حائل رہیں پردے، مردان سیکورٹی سے ہٹا دو!بس پردہ ہٹنے کی دیر تھی قیامت بحکم ربی ٹوٹ پڑی۔ باہر امریکی جھنڈا الہرا اتارہ گیا۔جس پرچم کے سائے تلے سب ایک تھے۔اب اس کے چاہنے والے عالمی محافظین شاتمان غمزدہ ٹوئٹس کر کے عزائم کو بیدار کر رہے اور دعائیں اس پر نچھاور کر رہے ہیں۔اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا یہ ہماری آزادی اور اقدار پر حملہ ہے۔اسرائیل کے عوام کی طرف سے صحت کاملہ، عاجلہ کے تمنائی ہیں۔ برطانیہ سے لیبر لیڈر نے کہا ساری لیبری پارٹی اس کی مکمل صحت یابی کے لیے دعا کر رہی ہے۔اگر چہ رشدی کھلم کھلا ملحد ہے۔دعا کس سے کر رہے ہیں یہ؟ بہر صورت شیرون کی طرح یہ بھی عیسائی یہودی ہندوؤں کی دعاؤں تلے اسپتال کے بستر پر ہے۔اللھم صلی علی محمد۔باقی رہے نام اللہ کا!

15 اگست کو امریکا نیٹو و دیگر دنیا کی افغانستان میں شکست کی برسی ہونے سے تین دن پہلے ہادی نے یہ سلامی پیش کی ہے۔اللہ اس کے ایمان کے نور کو مکمل اور اجر عظیم سے نوازے، اپنے لیے خالص کرے۔(آمین) رشدی کے عالمی سرپرست بائیڈن، جانسن، نرو ڈوغم میں ڈوبے اظہار یکجہتی کر رہے ہیں۔وعدہ بھی یہی ہے۔جن سے محبت رکھو گے تم انہی کے ساتھ ہو گے!مسلم دنیا خاموش کیوں ہے؟

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا   عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب

(روزنامہ اسلام 17 اگست 2022ء)

مولانا منظور احمد آفاقی

مذہب کی توہین سزا اور ردعمل

2010ء کی بات ہے کہ سری لنکا نے ایکون نامی ایک سریکی موسیقار کو اپنے ملک کا ویزا دینے سے انکار کر دیا، اور اس کے خلاف ملک میں سخت مظاہرے بھی ہوئے۔ اس رنجش کی وجہ یہ تھی کہا ایکون کی میوزک ویڈیو میں ایک نیم برہنہ عورت کو مہا تما بدھ کے مجسمے کے ساتھ رقص کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس نار وا حرکت پر سری لنکا کے عوام سیخ پا ہو گئے کہ ان کے مذہب کی توہین ہوئی ہے۔

2012ء میں روس کے ایک مشہور و معروف میوزک بینڈ نے ماسکو کے ایک چرچ میں اس وقت کے روسی صدر ولادی میر پوٹن کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا، جس پر روس کے مختلف شہروں میں محض اس بات پر احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے کہ چرچ میں احتجاجی مظاہرہ کر کے چرچ کی توہین کی گئی ہے۔ نتیجۃً اس میوزک بینڈ کے تمام ارکان کو جیل کی ہوا کھانی پڑی۔

بھارت میں 19 اکتوبر 2012ء کو اسٹوڈینٹ آف دی ایئر‘‘ نامی ایک علم ریلیز کی گئی تھی یہ فلم بھارتی ادا کار شاہ رخ خان نے پیش کی تھی۔ نومبر 2012ء کو پولیس نے شاہ رخ خان اس کی بیوی گوری خان اور فلم ڈائریکٹر کرن جوہر کے خلاف عدالت کے حکم پر مقدمہ درج کر لیا۔ الزام یہ تھا کہ ایک گانے کے دوران میں ہندو دیوی ’’رادھا‘‘ کو نامناسب انداز میں دکھایا گیا ہے۔ ہندو اپنے مذہب کے بارے میں اتنے حساس اور جذباتی ہو گئے کہ محض ’’نامناسب انداز‘‘ کی وجہ سے ہی ان کے مذہبی جذبات مجروح ہو گئے انھوں نے سخت احتجاج کیا کہ اُن کے مذہب کی توہین کیوں کی گئی ہے؟

17 مارچ 2012ء کو کولمبو کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر ایک برطانوی سیاح اترا۔ امیگریشن آفیسر نے اس مہمان کے بازو پر کندہ ٹیٹو کے نشان کے بارے میں اس سے سوال کیا تو اس نو وارد نے ازراہ تفنن بدھ مت کے بارے میں ایک توہین آمیز بات کہ دی۔ اس مذاق کو اہل سری لنکا نے سنجیدگی سے لیا۔ اسے جرم گردانا گیا اور اس کی پاداش میں اس سیاح کو واپس برطانیہ بھیج دیا گیا۔ امیگریشن آفیسر کے مطابق سری لنکا میں ایسے خیالات ان کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ اگر چہ برطانیہ اور سری۔ نکا کے درمیان گہرے تجارتی مراسم تھے لیکن جب ان کے مذہب پر حرف آیا تو تمام گہرے تعلقات کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے فرانس کے تین سیّاحوں کو سری لنکا ہی میں قید کی سزا تک سُنا دی گئی تھی۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انھوں نے بدھ کے مجسمے کے پہلو میں کھڑے ہو کر کچھ اس انداز سے فوٹو کھنچوایا تھا کہ جیسے اس کا بوسہ لے رہے ہوں۔ مانا کہ بوسہ لینا عقیدت کی علامت ہے لیکن بدھ مت کے پیرو

کار بدھ کے مجسمے پر کسی غیر مذہب کے ماننے والوں کے ہونٹ لگنا بھی برداشت نہیں کرتے۔ وہ اس فعل کو اپنے مذہب کی توہین سمجھتے ہیں۔ ان سیّاحوں نے بوسہ لیا نہیں تھا تصویر ہی اس انداز کی تھی کہ لگتا تھا کہ جیسے وہ بوسہ لے رہے ہوں بس اس ذرا سی بات پر فرانس کے ان تین باشندوں کو جیل کی ہوا کھانی پڑی۔

مذہب کے معاملات انتہائی نازک ہوتے ہیں توہین مذہب جرم ہے۔ اس کی سزا اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب نے بھی مقرر کی ہے۔ روس کی پارلیمان کے ارکان نے ایک ایسے قانون کی منظوری دے دی ہے جس کی رو سے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے شخص کو نو ہزار ڈالر جرمانہ اور تین سال قید کی سزا دی جا سکے گی اس کے برعکس توہین مذہب پر عائد سزا کے خلاف بولنے والوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ اپریل 2013ء کو اقوام متحدہ کے ایک ایلچی نے علما الاعلان کیا تھا ''مذہبی عقائد کی توہین روکنے یا کسی مذہب یا عقیدے کو رد کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے بنائے جانے والے قوانین خطرناک ہیں۔'' یہ لوگ خواہ کچھ کہتے اور بکتے رہیں حقیقت یہ ہے کہ اس نوعیت کی باتوں اور پروپیگنڈے کا واحد مقصد اسلام کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنا، قرآن مقدس اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتضحیک کے دروازے کھولنا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ توہین مذہب کا قانون اظہار رائے کی آزادی کے خلاف ہے۔ انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ اسے اپنا فی الضمیر بیان کرنے کے لیے بھی آزادی ہونا چاہیے۔ وہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے اس پر کوئی قدغن نہ لگائی جائے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر ہم ان آزادی کے علم برداروں سے پوچھ سکتے ہیں۔

(ا) یہ کہ 2010ء میں سری لنکا کے حکام نے امریکی موسیقار ایکون کو ویزا دینے سے انکار کیوں کر دیا؟

(ب) یہ کہ 2012ء میں روس میں میوزک بینڈ کے ارکان کو جیل کی سزا کیوں دی گئی تھی؟

(ج) یہ کہ 2012ء میں ہندوستان میں شاہ رخ خان اور اس کے ساتھی اداکاروں کے خلاف مقدمہ کیوں درج کیا گیا؟

(د) یہ کہ 2013ء میں سری لنکا کے امیگریشن آفیسر نے ایک برطانوی سیاح کو اپنی سرزمین پر قدم رکھنے کی اجازت کیوں نہ دی؟

(ہ) یہ کہ سری لنکا ہی میں بدھ کے مجسمے کے ساتھ تصویر کھنچوانے پر فرانس کے تین باشندوں کو جیل کیوں بھیجا گیا؟

ہم ان آزادی کے دل دادگان کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ توہین مذہب کا قانون بنانے میں پہل مغربی ممالک نے کی تھی تا کہ عیسائیت پر کوئی آنچ نہ آئے۔ بہت سے مغربی ممالک میں یہ قانون اب تک رائج اور نافذ العمل ہے۔ کچھ مغربی ممالک تو اس قانون کو از سر نو متعارف کرانے کے لیے سرگرم بھی ہیں۔ برطانیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم بتول علیہا السلام کی عزت قانوناً محفوظ ہے۔ کسی شخص کو ان مقدس ہستیوں کیخلاف

لب کشائی کی اجازت ہے نہ قلم رانی کی اسی طرز کے قوانین تقریباً ہر مذہب کے پیروکاروں نے بنا رکھے ہیں۔

مسلمانوں کو شدت پسندی کا طعنہ دینے والے یہ عالمی گماشتے اپنے مذہب پر تو معمولی سی آنچ بھی گوارا نہیں کرتے لیکن ہمیں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن حکیم کی توہین برداشت کرنے کا درس دیتے ہیں۔ قرآن حکیم کو علی الاعلان نذر آتش کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثاروں کے خاکے بنانا۔ ان مقدس ہستیوں پر کیچڑ اچھالنے والی فلمیں بنانا، ازواج مطہرات کی عزت و ناموس پر ناروا حملے کرنا وغیرہ ان کمینہ صفت لوگوں کا مشغلہ ہے۔ سی آئی اے کا ایجنٹ پادری ٹیری جونز قرآن حکیم کو کھلے بندوں آگ لگا چکا ہے۔ اس نے امریکہ کے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسلامی طرز فکر اور شریعت کو چھوڑ کر امریکی آئین کی پاس داری کریں۔ امریکی عوام کے لیے خطرہ بننے کے بجائے امن پسند شہری بن کر رہیں۔ اس متعصب پادری کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اس بات کا غماز ہے کہ یہ دھمکیاں ایک منظّم اور مربوط پروگرام کے تحت امریکی حکومت اور دہشت گرد تنظیموں (ایجنسیوں) کی شہ پر دی گئی ہیں۔

ناروے کے شہر کرسچین سینڈ میں نومبر 2019ء میں قرآن حکیم کی توہین کا ایک واقعہ رونما ہوا تھا اس کا تذکرہ کرنا بے جا نہ ہوگا۔ ناروے میں اسلام کی مخالف ایک تنظیم ''سیان'' نامی کام کر رہی ہے۔ ''سیان'' مخفف ہے ''سٹاپ اسلامائزیشن آف ناروے کا'' اس تنظیم کے سربراہ کا نام تھارسن ہے۔ ناروے کی مقامی انتظامیہ کا اسلام کے خلاف بغض و عداوت دیکھیے کہ اس نے تھارسن کو اس کی خواہش کے مطابق قرآن حکیم کو آگ لگانے کی اجازت دے دی۔ بدبخت تھا اس نے کلام اللہ کو آگ لگا کر اُچھالا ہی تھا کہ عمر الیاس نامی ایک مسلمان نوجوان نے اپنے جذبات پر قابو نہ پائے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ پولیس موقع پر پہنچی اور عمر الیاس کو گرفتار کر کے لے گئی۔ اسے کہتے ہیں گھوڑے گئے گدھوں کا راج آیا۔

اَسپِ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالاں
طوقِ زرّیں ہمہ گردنِ خرمی بینم

دنیا بھر کے مسلمانو! آنکھیں کھولو، صفحات عالم پر دشمن کے قلم سے جو تاریخ لکھی جا رہی ہے اسے پڑھو اور اپنا بچاؤ کرو۔ بدھ مت پیروکاروں کی تعداد پوری دنیا میں پینتیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اور ہندو نوے کروڑ کی تعداد میں بستے ہیں۔ کسی یہودی یا عیسائی وغیرہ کی جرأت نہیں ہے کہ وہ ان مذاہب کے خلاف بولے یا لکھے۔ مسلمان تو ڈیڑھ ارب سے بھی زیادہ کی تعداد میں ہیں پھر بھی ان کے مقدس مقامات اور مقدس شخصیات کی آئے دن توہین ہوتی رہتی ہے۔ کیا ہم اتنے ہی گئے گزرے ہیں کہ ان دریدہ دہنوں کا منہ بھی بند نہیں کر سکتے؟

نوید مسعود ہاشمی

زندہ قوم کے زندہ حکمران

کوئی شہباز شریف اور ان کے حکومتی ترجمانوں کو بتائے کہ اپنے سر کی ''جوئیں'' بھی عمران خان کے سر پہ ڈالنے سے۔ نہ ملک سے مہنگائی ختم ہوگی اور نہ ہی ملکی معیشت میں بہتری آئے گی، یہ امر قابل ذکر ہے کہ قوم کو ناچ گانے کی طرف مائل کرنے اور مہنگائی کے تحفے دینے میں شہباز حکومت، عمران خان حکومت سے پوری طرح ہم آہنگ نظر آتی ہے۔ بلکہ شہباز شریف حکومت تو اس لحاظ سے ''عمران حکومت'' سے بھی ایک قدم آگے نظر آتی ہے کہ ''پہلے پٹرول کو۔۔۔ سستا کرنے کی خبریں پھیلا کر عوام کو ''خوش'' کیا گیا اور پھر یکا یک پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کر کے قوم کو ''رونے'' پر مجبور کر دیا گیا اور ابھی کہا جا رہا ہے کہ ادویات کی قیمتوں میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔

مقام شکر ہے کہ پیر کے روز قومی اسمبلی کے اجلاس میں جماعت اسلامی کے رکن اسمبلی مولانا عبدالاکبر چترالی، جے یو آئی کے مولانا جمال الدین اور جی ڈی اے رہنما سائرہ بانو نے ملک میں شدید سیلاب کے باوجود جشن آزادی پر شہ خرچیوں اور حکومتی تقریبات پر کروڑوں روپے کے اخراجات کرنے اور ناچ گانوں کے پروگرام پر قومی اسمبلی کے اجلاس میں شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ پورا بلوچستان ڈوب گیا، ایک باپ نے گھر کا کرایہ نہ ہونے کے سبب اپنی بچیوں کو ذبح کر دیا اور ہم نے کروڑوں روپے ناچ گانوں میں اڑا دیئے، کیا ہم زندہ قوم ہیں؟ جی ڈی اے کی سائرہ بانو کے سوال کے جواب میں اسپیکر راجہ پرویز اشرف نے فرمایا کہ ''ہاں ہم زندہ قوم ہیں۔''

ویسے اصولی طور پر جے یو آئی کے مولانا جمال الدین اور جماعت اسلامی کے مولانا عبدالاکبر چترالی کو کنونشن سنٹر میں جس وقت ثقافتی شو کے نام پر مرد و زن کا حیاء سوز رقص پیش کیا جا رہا تھا اس وقت وہاں کھڑے ہو کر اس حیاء سوزی اور بیہودگی کے خلاف آوازِ حق بلند کرنا چاہیے تھی۔ وہاں تو عبدالاکبر چترالی جناح کیپ اتار کر آنکھوں کو ہتھیلی کے پیچھے چھپائے بیٹھے رہے، اس سے بڑا سانحہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ''آزادی'' کے نام پر حیاء سوزی کے پروگراموں پر قومی خزانے سے کروڑوں روپے لٹائے جائیں، جبکہ بلوچستان میں سیلاب سے متاثرہ ہزاروں معصوم بچے، بوڑھے اور جوان راتوں کو بغیر چھت کے کھلے آسمانوں تلے بھوکے سونے پر مجبور ہوں؟ بقول راجہ پرویز اشرف ممکن ہے کہ ''ہم زندہ قوم ہی ہوں''، لیکن ہمارے حکمرانوں کے دل مردہ اور ''تن'' زندہ ہوں۔ یعنی زندہ قوم کے مردہ حکمران یا پھر مردہ قوم کے زندہ حکمران؟ آخر کہیں تو غلطی ہے، کوئی تو غلط ہے، اگر قوم بھی زندہ ہے اور حکمران بھی زندہ ہیں تو کیا کبھی دنیا نے سنا کہ ''زندہ قومیں اپنے محسنوں کو بھلا دیتی ہیں؟'' 14 اگست 1947ء میں تحریک آزادی میں جن لاکھوں شہیدوں نے اپنی جانیں قربان کر کے پاکستان بنایا تھا کیا وہ پاکستان کے محسن نہیں ہیں؟

اگر وہ شہداء، ہمارے محسن تھے اور ہیں تو پھر یوم آزادی کی سرکاری تقریبات ہوں یا غیر سرکاری تقریبات، ان

میں شہداء پاکستان کو کتنے مقررین نے یاد کیا؟ ان شہداء پر کتنے مقالہ جات پڑھے گئے؟ شہداء پاکستان کے حق میں کتنے بیز لگائے گئے؟ کنونشن سنٹر میں وزیراعظم شہباز شریف، اسپیکر قومی اسمبلی کی موجودگی میں مرد وزن کا جو مخلوط ڈانس کروایا گیا، کیا اس سے شہداء پاکستان کے نظریئے، سوچ فکر اور قربانی کی توہین نہیں ہوئی؟ یہ حکمران مافیاء سیلاب اور مہنگائی کی ماری ہوئی قوم کو ناچ، گانے کے سوا کچھ اور بھی دے سکتی ہے یا نہیں؟

زندہ قومیں اپنے شہداء سے پیار کرتی ہیں، زندہ قومیں اپنے شہداء کو یاد رکھا کرتی ہیں، یہاں تو صورتحال یہ ہے کہ لسبیلہ ہیلی کاپٹر حادثے میں شہید ہونے والے فوجی جوانوں کی شہادتوں کا بھی ایک گروہ نے مذاق اڑایا، صرف یہی نہیں بلکہ عمران خان کے جس چیف شہباز گل کو بغاوت کے مقدمے میں گرفتار کیا گیا ہے۔ تحریک انصاف اس شہباز گل کو جیل سے نکلوانے کے لیے پورا زور لگا رہی ہے ''زندہ قوم'' کے زندہ حکمرانوں کے اللوں تللوں میں تو کوئی فرق نہیں پڑا، لیکن رحیم یار خان چترال سے لے کر بلوچستان تک، لاکھوں انسانوں کا سامان زندگی سیلاب اپنے ساتھ بہا لے گیا اور بعض مقامات تو ایسے ہیں کہ جہاں ابھی تک مدد بھی نہیں پہنچ سکی۔

قوم پتہ نہیں ''زندہ'' ہے یا نہیں؟ البتہ حکمران'' واقعی ''زندہ'' ہیں، جو آئے روز کبھی بجلی، کبھی پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کر کے اپنے ''زندہ'' ہونے کا ثبوت فراہم کرتے رہتے ہیں۔ ''حکمران'' واقعی زندہ ہیں جبھی تو قوم کے تین کروڑ سے زائد بچے سکولوں سے باہر زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں۔ حکمران واقعی زندہ ہیں۔ جبھی تو امیر، امیر سے امیر تر اور غریب سے غریب تر ہوتا چلا جا رہا۔ غریب کا بچہ صاف پانی کی بوند بوند کو ترس رہا ہے۔ حکمرانوں اور سرمایہ داروں کے ''کتے'' بھی ڈبل روٹی اور آملیٹ سے ناشتہ کرتے ہیں۔ حکمرانوں کے اجلاسوں میں منرل واٹر چھلک رہا ہوتا ہے۔ کنونش سنٹر میں منعقدہ یوم آزادی کی تقریب میں نواز شریف اور ذوالفقار علی بھٹو کے تو تذکرے ہوئے۔ مگر وہ لاکھوں شہداء تحریک پاکستان کہ جن کی قربانیوں کی وجہ سے یہ ملک قائم ہوا تھا۔ ان ''شہداء'' کی قربانیوں ان کے احسان کو کسی نے جھوٹے منہ بھی یاد کرنا گوارا نہ کیا، یہ کیسے زندہ لوگ ہیں کہ جن کا پاکستان نواز شریف سے شروع ہو کر ''نواز شریف'' پہ ختم ہو جاتا ہے۔ بھٹو یا عمران خان سے شروع ہو کر بھٹو اور عمران خان پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔

جس موسیقی اور ناچ گانے کو دین اسلام نے حرام قرار دیا اسے یہ ''روح'' کی غذا سمجھتے ہیں۔ جو قبروں پر جا کر بھی باجے، سیٹیاں او طبلے بجاتے ہیں۔ گوردواروں اور مندروں کے لیے جن کا خزانہ بھرا ہوتا ہے۔ لیکن مسجدوں، مدرسوں اور غریبوں کے لیے جن کا خزانہ خالی رہتا ہے۔ وہ زندہ قوم کے زندہ حکمرانو! آئی ایم ایف کی غلامانہ ''زندگی'' بھی کیا ''زندگی'' ہوگی؟؟؟

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو — کاخِ اُمراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی — اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

مولانا حبیب اللہ

مال حرام کے نقصانات

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الأ نبیاء والمرسلین: أمابعد!

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم......

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَیۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِیۡمًا [29:4]

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو، اور آپس میں کسی کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

حاصل پیام:

اس آیت کریمہ کے اندر حرام خوری سے منع کیا گیا ہے۔ حیلوں بہانوں اور ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھانے کا رویہ انتہائی غلط ہے۔ جس کی اس آیت میں مذمت کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ متبادل طریقے کی طرف رہنمائی کی گئی ہے جو کہ حلال اور جائز طریقہ ہے اور وہ ہے باہمی تجارت۔ ایک دوسرے کا مال صرف زور زبردستی کے ساتھ نہیں کھایا جاتا بلکہ کبھی کبھار کسی کی مجبوری سے بھی غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور کبھی کبھار تو دونوں فریقوں کی رضامندی بھی شامل ہوتی ہے جبکہ وہ طریقہ درست نہیں ہوتا جیسے سودخوری وغیرہ۔ چنانچہ اس آیت کریمہ میں ان تمام باطل طریقوں سے اجتناب کی ہدایت کی گئی ہے۔ دیکھا جائے تو حرام خوری کے بہت زیادہ نقصانات ہیں، دنیوی بھی اخروی بھی، معاشی بھی اور معاشرتی بھی۔ یہاں ان میں سے چند ایک ذکر کیے جاتے ہیں:

پہلا نقصان حرام خوری بہت بڑا گناہ:

حرام خوری ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ چاہے رشوت ستانی کی صورت میں ہے یا چوری اور لوٹ مار وغیرہ کے ذریعے حاصل کیا گیا یا کسی بھی طریقے سے یہ ایک انتہائی مذموم فعل ہے چنانچہ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَیۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَ تُدۡلُوۡا بِهَاۤ اِلَی الۡحُكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِیۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (البقرۃ188)

اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ، اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ تا کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

دوسرا نقصان مال حرام خبیث و ناپاک:

حرام مال کو اللہ تعالیٰ نے ناپاک اور خبیث قرار دیا ہے، ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (267:2)

اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے، اور اس میں سے ردی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ، اور سمجھ لو کہ بے شک اللہ بے پروا تعریف کیا ہوا ہے۔

تیسرا نقصان مال حرام جہنم کا توشہ:

حرام مال جہنم کا توشہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حرام مال حاصل کرے گا اور اس سے (اپنی ضرورت میں) خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہیں ہوگی، اور اگر اس مال سے صدقہ دے گا تو (عنداللہ) قبول نہیں کیا جائے گا، اور ترکہ میں اس مال کو چھوڑ کر مرے گا تو وہ (مال) اس کے لیے جہنم کا توشہ ہوگا۔ (مسند احمد)

چوتھا نقصان مال حرام اللہ قبول نہیں کرتا:

حرام مال اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز قبولیت کا درجہ نہیں پاتا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بغیر پاکیزگی کے نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم)

پانچواں نقصان مال حرام مال منہ میں خاک کے مترادف:

حرام مال منہ میں ڈالنے سے بہتر ہے کہ خاک ڈالی جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی مٹی لے اور اپنے منہ میں ڈال لے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی چیز اپنے منہ میں ڈالے جو اس پر اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے۔ (مسند احمد)

چھٹا نقصان مال حرام کھانے پر جنت حرام:

مال حرام جنت سے محرومی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جنت میں وہ گوشت اور خون داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پلا ہو، اس کے لیے تو دوزخ ہی مناسب ہے۔ (سنن ترمذی)

ساتواں نقصان حرام خوری علامات قیامت میں سے ایک:

حرام خوری قیامت کی علامات میں سے ایک ہے۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اس کی پروا نہیں ہوگی کہ روزی حلال طریقے سے کمائی ہے یا حرام سے۔ (صحیح بخاری)

اٹھواں نقصان مال حرام روز قیامت وبال جان:

مال حرام قیامت کے دن وبال جان بن جائے گا۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندے کے قدم (اپنی جگہ سے) نہیں ہٹ سکتے جب تک چار چیزوں کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہو جائے: عمر کہاں گنوائی؟ جوانی کہاں برباد کی؟ مال کو کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور جو علم سیکھا تھا اس پر کیا عمل کیا؟ (شعب الایمان)

نواں نقصان تباہی حرام خوروں کا مقدر:

قرآن کریم میں حرام خوروں کے لیے تباہی و بربادی کی وعید آئی ہے، ارشاد ہے:

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (1:83) الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ (2:83) وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ (3:83) اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓـئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ (4:83) لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ (5:83) يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (المطففين:6:83)

''تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں پورا پورا لیتے ہیں، جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں کم دیتے ہیں، کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں اس دن کہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

مسند دارمی میں ایک واقعہ لکھا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ خود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو میں نے ایک انصاری جوان سے کہا ’’آؤ‘‘ اب تو حضورؐ کے اصحاب بڑی تعداد میں موجود ہیں ہم ان سے علم حاصل کر لیں۔

وہ بولا بڑی حیرت کی بات ہے کہ تم یوں سوچنے لگ گئے ہو تمہارا خیال ہے کل کو لوگ تمہارے محتاج ہوں گے۔ بس یہ کہہ کر وہ تو بے فکر ہو گیا مگر میں ایک ایک سے پوچھتا پھرتا تھا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں حدیث فلاں آدمی کے پاس ہے میں اس کے دروازے پر جاتا وہ آرام میں ہوتا تو میں اپنی چادر کو سر کے نیچے رکھ کر وہیں پڑ جاتا، ہوا مجھ پر مٹی ڈالتی رہتی وہ شخص باہر آتا اور مجھے دیکھ کر کہتا رسول اللہ کے چچیرے بھائی! کیسے آنا ہوا مجھے کیوں نہ بلوا لیا میں کہتا جناب آنے کا حق مجھ پر بنتا تھا پھر میں وہ حدیث دریافت کرتا (اس وقت عبداللہ بن عباسؓ کی عمر 13 برس تھی) وہ انصاری زندہ رہا، حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ اس نے لوگوں کو گلوں کی شکل میں میرے اردگرد جمع ہوتے دیکھا پھر وہ کہتا یہ مجھ سے زیادہ عقل مند ثابت ہوا ہے۔

اس انصاری بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ آج جس نوجوان کو وہ خاطر میں نہیں لا رہا وقت آئے گا کہ وہ قرآن کا مفسر اعظم ہوگا حدیث کا غواص (بحر علم کا غوطہ زن) اور فقہ کا ماہر ہوگا چھوٹے ہی نہیں بڑے بھی اس پر رشک کریں گے۔

حضرت عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کے صاحبزادے تھے جب بنو ہاشم شعب ابی طالب میں محصور تھے اسی دوران میں ان کی پیدائش ہوئی ان کی والدہ کا نام لبابہ تھا جو ام المؤمنین حضرت میمونہ کی بہن تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حق میں دعا فرمائی تھی:

اللّٰهم فَقِّهْهُ فِی الدِّین وعَلِّمهُ التَّاوِیل

اے اللہ! تو اسے دین کی سمجھ دے اور اسے تاویل (تفسیر قرآن) سکھا دے۔

ایک اور دعاء کے الفاظ یہ ہیں **اللّٰهُمَّ عَلِّمهُ الحکمة** اے اللہ! تو اسے حکمت سکھا دے۔ مثل مشہور ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات حضرت عبداللہ بن عباس بچپن ہی سے سمجھ دار اور علمی جستجو کے دلدادہ تھے۔ بڑے ہو کر مرجع الخلائق بنے کبار صحابہؓ نے بڑی فراخ دلی سے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا چند ایک آراء سنیے:

☆ حضرت علیؓ انہیں غواص (بحر علم کا غوطہ زن) کہتے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ انہیں ترجمان القرآن کا خطاب دیتے تھے۔

☆ حضرت ابی بن کعبؓ انہیں حبر الامۃ کہتے تھے۔

☆ حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ ہمارے پاس بصرہ آئے، پورے عرب میں شکل وصورت علم وفضل ظاہری رعب داب، لباس کی پاکیزگی اور باطنی کمالات میں یکتا تھے۔ مسروق تابعی کہتے تھے اگر تم ابن عباسؓ کے چہرے کی طرف دیکھتے تو تم کہتے یہ اجمل الناس ہیں اگر ان کی گفتگو سنتے تو تم کہتے یہ افصح الناس ہیں اگر کوئی مسئلہ چھیڑ دیتے تو تم کہتے یہ اعلم الناس ہیں۔

آپ رنگ کے گورے چٹے، دراز قامت اور بھاری بھر کم تھے نہایت فصیح وبلیغ تھے، بات بڑی معقول اور مدلل کرتے دوسرے قابل قدر لوگوں کا احترام بجالاتے۔ ایک دفعہ حضرت زید بن ثابتؓ (انصاری عالم) سوار ہونے لگے تو حضرت ابن عباسؓ نے گھوڑے کی رکاب پکڑ لی زیدؓ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد! آپؓ ایسا نہ کریں انہوں نے کہا ہمیں علماء کے بارے میں ایسے ہی برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت زید نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے چوم لیا اور کہا ہمیں اہل بیت کے بارے میں یہی حکم دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کو شوریٰ کے اجلاسوں میں بیٹھانا شروع کیا تو کبار صحابہؓ (خصوصاً انصار) نے کہا یہ نوجوان بڑوں کی مجلس میں بیٹھتا ہے یہ اس لائق تو نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ کی اہلیت ثابت کرنے کے لیے ایک تدبیر سوچی ایک آیت کی تفسیر ارکان شوریٰ سے پوچھ لی۔ وہ حضرات جواب نہ دے سکے ابن عباسؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے صحیح جواب دیا اس پر وہ حضرات خاموش ہوگئے۔ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں خوارج سے گفتگو ہوئی تو ابن عباسؓ نے ان کو لاجواب کر دیا۔ یہ سوال جواب تاریخ کی کتابوں میں دیکھئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آخیر عمر میں کمزور ہوگئے تھے بینائی بھی جاتی رہی تھی آپؓ نے طائف میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ فرماتے تھے کہ حرم شریف میں جہاں نیکی کا ثواب اضعافاً مضاعفہ ہوجاتا ہے وہاں برائی کا گناہ بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے اور اب چونکہ میری طاقت جواب دے گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میں حرم شریف کا احترام ملحوظ نہ رکھ سکوں۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپؓ کی وفات 68ھ میں بمقام طائف ہوئی۔ ایک عجیب واقعہ دیکھنے میں آیا کہ سفید رنگ کا ایک پرندہ آیا اور وہ آپؓ کے کفن میں گھس گیا پھر نہ نکلا جب آپؓ کو قبر میں اتار دیا گیا تو یہ آیت تلاوت کرنے کی آواز (غیب سے) سنی گئی۔

يَا اَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِيۡ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً فَادۡخُلِيۡ فِيۡ عِبَادِيۡ وَادۡخُلِيۡ جَنَّتِيۡ

اے پرسکون روح! تو اپنے رب کے پاس لوٹ جا اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہوجا اور میری بہشت میں داخل ہوجا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم قسط نمبر 4

سرخ لکیر

لاشوں کا شہر:

مصیبتیں کبھی تنہا نہیں آتیں، ہیضہ سے کبھی چھٹکارا ہوا تو سیلاب اور بارش نے گھیر لیا، اس سے جان چھوٹی تو دوسری آفتوں نے ستم ڈھانے شروع کر دیئے، ایک شام انگریز کرنل نے مجھے بُلا بھیجا، وہ سڑک کے کنارے اپنی جیپ کار میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا، میں پہنچا تو وہ مجھے دیکھ کر حسب عادت مسکرایا اور کہنے لگا:

''کیمپ ایریا میں سخت بدبو پھیل رہی ہے۔ طغیانی کی وجہ سے جو ڈنگر ڈھور مر گئے ان کی لاشیں سڑ رہی ہیں اور جرنیلی سڑک پر سے گذرنا مشکل ہے۔ آیئے ان لاشوں کو اٹھوانے کا بندوبست کریں۔''

میں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ''بھنگیوں کا کام ہم سے نہ ہو سکے گا۔''

کرنل کہنے لگا کہ ''تم سب مرو گے، بیماری پھیل جائے گی، میں کچھ بھنگی بھیجتا ہوں کچھ اپنے آدمی لگاؤ اور کسی صورت ان لاشوں کو اٹھواؤ۔''

مختصر یہ کہ جُوں تُوں کر کے ہم اس کام سے فارغ ہو گئے، مغرب کے بعد کرنل پھر آ گیا وہ پاکستان کے بارے میں مجھ سے تبادلہ خیال کرنے لگا۔ شاید وہ ٹٹول رہا تھا کہ میں کیا ہوں۔ اس وقت تک میری طبیعت میں تذبذب تھا، میں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ:

''آب و دانہ کی بات ہے، جہاں مقدر لے جائے، جانا پڑتا ہے، ابھی تو کیمپ کی ذمہ داری نے پریشان کر رکھا ہے۔''

کرنل نے براہ راست سوال کیا۔ ''تمہارا کیا خیال ہے، پاکستان کی حکومت چل سکے گی؟'' میں نے اس سوال کو کرنل کی طرف لوٹا دیا اور کہا ''آپ کا کیا خیال ہے؟''

وہ جواب دینے کے لیے مجبور ہو گیا، اور کہنے لگا کہ ''مسلمانوں میں بڑے بڑے قابل لوگ ہیں، ان کا لیڈر نہایت تجربہ کار انسان ہے''۔

میں نے یہ کہتے ہوئے اس بحث کا خاتمہ کر دیا کہ ''پھر شک کی گنجائش ہی کہاں ہے؟'' کرنل چلا گیا، میں آج زیادہ تھکا ہوا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھتے ہی سو گیا۔ طبیعت بلاوجہ اُداس تھی، رات کو پریشان کُن خواب دکھائی دیتے رہے۔ اور میں ہر ہر کروٹ پر جاگتا رہا، تھکن پھر سُلا دیتی اور میں پھر جاگ اٹھتا۔ رات کے تین بجے جب نیند نے پورا غلبہ پا لیا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ مکان کا دروازہ زور زور سے کھٹکھٹایا جا رہا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ فوجی افسر بلا رہا ہے جلدی آیئے!

میں سمجھا یہ بھی خواب ہے، شام کو کرنل سے باتیں کرتا رہا اب دماغ نے ان باتوں کو دہرانا شروع کیا ہے۔

کروٹ لے کر پھر سونے لگا کہ کسی نے زور سے مجھے پکارا اور کہا:

’’کرنل صاحب خفا ہو رہے ہیں وہ کہتے ہیں جلدی جگا کر لاؤ، ایک ضروری کام ہے۔ میں اُٹھا اور جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا لب سڑک کرنل کے پاس پہنچ گیا، وہ خود تو جیپ کار میں سوار تھا مگر اس کے ہمراہ چند فوجی ٹرک بھی تھے جن میں سپاہیوں کے علاوہ فوجی افسر بھی تھے، کرنل جیپ سے اُتر آیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا:

’’تاج! بڑی افسوسناک خبر لایا ہوں، حوصلے سے بات سنو‘‘

میں نے کہا ’’فرمایے کیا خبر ہے میں سننے کے لیے تیار ہوں۔‘‘

کرنل کہنے لگا: ’’مسلمان پناہ گزینوں کی گاڑی کو لدھیانہ سے دس (10) میل کے فاصلہ پر سکھ بلوائیوں نے روک کر مسلمانوں کا قتل عام کر دیا چلو ریلوے سٹیشن پر گاڑی آ گئی لاشوں سے پلیٹ فارم بھرا پڑا ہے، آؤ میرے ساتھ چلو، اور سنو! میرا ارادہ ہے کہ ان لاشوں کو رات ہی میں دفنا دیا جائے، اگر ایسا نہ ہوا تو کیمپ کے مسلمانوں پر ایک ہراس چھا جائے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟‘‘

میں نے ایک منٹ تک سوچا۔ اس خبر سے دل کو سخت صدمہ پہنچا تھا، میں نے خود کو سنبھال لیا، اور ٹھنڈے دل سے سوچ کر بالآخر کرنل کی رائے سے اتفاق کیا اور پھر کرنل سے کہا:

’’ٹھہرو میں اپنے ساتھیوں کو جگالوں اور لاشیں اٹھوانے کا بندوبست کرلوں۔ میرے پاس ٹرک چھوڑ دو، ان فوجی افسروں سے کہہ دو کہ آدھ گھنٹہ میرا انتظار کریں۔ میں بندوبست کر کے آتا ہوں۔‘‘

کرنل نے خود بھی ٹھہر جانا پسند کیا۔ میں نے سب سے پہلے خواجہ عبدالحمید کو جو میرے سمجھدار اور بہادر ساتھی تھے، جگایا اور اُن سے کہا۔ ’’قیامت ٹوٹ پڑی ہے جلدی چلو۔‘‘

آدھ گھنٹہ میں ہم نے (100) سو کے قریب نوجوانوں کو جمع کر لیا، نصف کو ستلج کے کنارے کُدالیں اور پھاوڑے دے کر قبریں کھودنے کے لیے بھیج دیا اور نصف کو ٹرکوں میں سوار کرا کے ریلوے سٹیشن کی طرف روانہ کر دیا۔ کرنل نے مجھے اپنے ہمراہ بٹھالیا۔ وہ شریف انگریز بار بار اظہار افسوس کر رہا تھا اور کہتا تھا ہم کیا کر سکتے ہیں، ہمیں اسی وقت پتہ چلتا ہے جب واقعہ ہو جاتا ہے۔

دردناک منظر:

ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو چیخ پکار کی آوازیں آ رہی تھیں، یہاں فرنٹیر فورس کے کچھ جوان اور ان کے افسر موجود تھے۔ مگر انھیں انگریز افسروں نے پلیٹ فارم پر جانے نہ دیا، شاید انھیں یہ خیال تھا کہ مسلمان فوجی بھڑک اٹھے تو آگ پر قابو پانا محال ہو جائے گا۔

بہر حال ہم پلیٹ فارم کے ایک سرے پر پہنچے، پہرہ داروں نے ہمیں اندر جانے کی اجازت دے دی، میں

نے اپنے ساتھیوں کو روک کر کہا:

''دیکھو حوصلے سے کام لینا، نظارہ دردناک ہوگا۔ اپنے کلیجوں پر پتھر رکھ لو، رونے دھونے سے مرے ہوئے انسان واپس نہیں آجاتے، ہماری ڈیوٹی بہت سخت ہے، آؤ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور بسم اللہ میں خود کروں گا، شہیدوں کی لاشوں کو دفنانا اور کفنانا بہت بڑی نیکی ہے، ایسا نہ ہو ہم حوصلہ ہار جائیں اور ان لاشوں کی بے حرمتی ہو۔''

ہم سب چار پائیاں لے کر آگے بڑھے پورا پلیٹ فارم مسلمان شہداء کے خون سے رنگین تھا، تازہ واردات تھی، لاشوں میں سے خون بہہ رہا تھا، بوڑھے، عورتیں، معصوم چھوٹے چھوٹے بچے، لڑکیاں اور نوجوان چُپ چاپ ابدی نیند سو رہے تھے۔ ہم نے اپنے کُرتوں کی باہیں چڑھا لیں اور لاشوں کو اٹھا اُٹھا کر چار پائیوں پر ڈالنا شروع کیا، جوان عورتیں اپنے جوان شوہروں کی لاشوں سے لپٹ لپٹ کر آہ وزاری کر رہی تھیں، دل کانپ کانپ جاتا تھا۔ کبھی کبھی پاؤں ڈگمگا جاتے، میں خود بھی سنبھلتا اور ساتھیوں کو بھی حوصلہ دلاتا اور پھر ہم اپنی ڈیوٹی ادا کرنے میں مگن ہو جاتے۔

ناقابل برداشت نظارہ

لاشیں اٹھاتے اٹھاتے میں اور میرے ساتھی آگے بڑھے جا رہے تھے کہ ہمیں تین نوجوانوں کی لاشیں ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو پڑی نظر آئیں، ان لاشوں کے سرہانے ایک ادھیڑ عمر کی عورت خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ نہ اس کی آنکھ میں آنسو تھے نہ وہ نالہ و شیون کرتی تھی، میں نے ان لاشوں کو بغور دیکھا ایک بیس سال کا کڑیل جوان تھا، دوسرا سترہ اٹھارہ سال کا اور تیسرا کوئی چودہ پندرہ سال کا نوجوان، ان تینوں کی صورتیں ایک دوسرے سے ملتی جُلتی تھیں، ان بھولی بھالی صورتوں کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ تین فرشتے بھٹک کر آسمان سے زمین پر اُتر آئے اور کسی سنگدل گروہ نے انھیں ذبح کر دیا، میں دو تین منٹ کھڑا حیرانی سے ان لاشوں کا مُنہ تکتا رہا۔ ان لاشوں میں اس خاموش عورت کا نظارہ بہت جانکاہ تھا۔ جو سنگ مرمر کا بُت بنی بیٹھی تھی۔ میں چونکا اور فوراً جذبات پر قابو پا کر ساتھیوں کو پکارا کہ ''آؤ اپنا فرض ادا کریں''۔ یہ کہا اور ایک لاش کو اٹھایا عورت نے ہماری طرف دیکھا اور اُنگلی اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''ایک'' میں سمجھا دیوانہ عورت ہے، لاش کو چار پائی پر ڈالا اور رضا کاروں سے کہا ''اٹھا کر لے چلو''۔ پھر دوسری لاش کو اٹھایا عورت نے پھر ہماری طرف دیکھا اور دو انگلیاں اٹھا کر کہا ''دو'' بات سیدھی سی تھی۔ اس میں کوئی شاعری بھی نہ تھی، مگر لفظ دو سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کسی نے ہمارے دلوں پر دونالی بندوق سے فائر کر دیا ہے۔ ہمارے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے، پھر بھی ہم نے حوصلے سے کام لیا، اور کسی نہ کسی طرح لاش کو چار پائی پر لٹا دیا، پھر تیسری لاش کو اُٹھایا، اس عورت نے پہلو بدل لیا اور کہا ''تین''۔ ہمارے بازوؤں میں سکت نہ رہی ہم نے لاش کو وہیں رکھ دیا اور عورت سے پوچھا یہ تینوں کون تھے؟ کہنے لگی ''میرے بیٹے''! یہ کہا اور آنکھیں بند کر لیں، وہ مظلوم عورت غم کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گئی، اس کے سر پر ہاتھ رکھا، اُس نے آنکھیں کھولی دیں۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے میں نے اسے سمجھانا شروع کیا، میرے اپنے دل پر بوجھ تھا۔ میں نے اس کے

سامنے وعظ کیا، آہستہ آہستہ اس عورت کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے، میں نے اسے دُنیا کی بے ثباتی کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ جو خدا ہمیں اولاد کی نعمت دیتا ہے اگر واپس بُلا لے تو یُوں پاگل نہ ہو جانا چاہیے۔ اس کے کاموں میں کسی کا دخل نہیں‘‘ عورت دھاڑیں مار مار کر رونے لگی اور جوان بیٹے کی لاش سے لپٹ گئی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پلیٹ فارم کے پتھر بھی پگھل رہے ہیں۔ اور در و دِیوار رُو رہے ہیں۔ مجھے تسلی ہوگئی کہ آنسوؤں کے بہہ جانے سے دل کا غبار چھٹ جائے گا۔ ہم نے بڑی مشکل سے لاش کو اس عورت سے چھینا، گویا ہم ماں کو اس کی ممتا سے محروم کر رہے تھے۔

اس روز ہم نے دیکھا کہ دس، دس دن کے بچے شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ گلاب کی پنکھڑیاں نوچ کر بکھیر دی گئی ہیں۔ ابھی سورج طلوع نہ ہوا تھا کہ ہم سب لاشیں ستلج کے کنارے لے گئے، پانچ گھنٹے کی محنت شاقہ کے بعد ہم اس نازک اور دلخراش فرض سے سبکدوش ہوئے۔

تیسرے دن پھر وہی حادثہ:

لاشیں دفنانے کے بعد دو دن تک ہمارے دلوں پر غم کے بادل چھائے رہے، ہمیں سکھ قوم کی بربریت پر غصہ آتا اور ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا کہ ان گاڑیوں کی جن میں تباہ حال مسلمان سوار ہو کر آتے ہیں باقاعدہ حفاظت کیوں نہیں ہوتی، ان کے ہمراہ فوج کیوں نہیں آتی، کن ارمانوں سے یہ لوگ پاکستان کی طرف سفر کرتے ہیں، اور کس بے دردی سے انھیں بیکسی کی موت مرنا پڑتا ہے۔

میں لاچار تھا اور اس بارے میں کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ یہ کام حکومت کا تھا، تاہم میں نے کرنل سے شکایت کی اور کہا:

’’جو فوجی گاڑی کے ہمراہ تھے وہ کیا کرتے رہے، ہمارے سینکڑوں مسلمان بھائیوں کو مارنے والوں میں سے کتنے مرے اور اگر ان لوگوں نے ان بلوائیوں پر فائر نہیں کیے۔ تو یہ عجیب تماشہ ہے کہ فوج کی ہمراہی کے باوجود مسافروں کو بے دریغ تہ تیغ کیا جاتا ہے‘‘۔

کرنل نے بات سُنی اور ماتھے پر شکن ڈال لی، تیسرے ہی دن رات کو بارہ بجے کے بعد دو تین میل کے فاصلہ سے چیخ پکار کی آوازیں سنائی دیں، لوگ سو رہے تھے مگر میں جاگ رہا تھا۔ کافی دیر دردناک چیخیں سنائی دیتی رہیں، مگر یہ اندوہناک آوازیں ہمارے کیمپ سے دوسری جانب شہر کے اُس پار سے آ رہی تھیں، مجھے یہ گمان گذرا کہ سکھوں نے ہندوؤں پر حملہ کر دیا ہوگا۔ اب اس قوم کو خون کی چاٹ پڑ گئی ہے۔ ہندوؤں پر دھاوا بول دیا ہوگا۔ تاکہ انھیں لُوٹ کر اُن کی عورتوں کو اٹھالے جائیں۔

بہر حال کافی دیر طبیعت پریشان رہی، پھر خاموشی اور سناٹا چھا گیا، رات نے پھر موت کا سا سکوت طاری کر دیا۔ صبح اُٹھ کر کیمپ کے کام میں اس درجہ مصروف ہوا کہ رات کی بات بھول گئی۔

صبح آٹھ بجے کے قریب ایک دس سال کا مسلمان لڑکا برہنہ سر، چہرہ اُداس کیمپ میں پہنچا، وہ سلیس اُردو بول رہا

تھا، میں نے اس سے پوچھا، کہاں سے آ رہے ہو؟ اس بچے نے جواب دیا دہلی سے چلا تھا، گاڑی لدھیانہ سے کچھ فاصلہ پر تھی کہ اسے سکھوں نے روک لیا، چند سکھ ہمارے ڈبہ میں تلواریں سونت کر آ دھمکے، سب سے پہلے انہوں نے میری دادی اماں کو مارا۔ ’’اُف میرے اللہ‘‘ یہ کہا اور آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیے، نوعمر لڑکا سہما ہوا تھا، ہم نے تسلی دی اور اُسے چائے وغیرہ پلا کر داستانِ غم سُنی۔ وہ بتانے لگا اس کے ہمراہ سارا خاندان تھا اس کے والد چچا ان کی بیویاں بچے وغیرہ۔ جب ہم نے پوچھا تم کیسے بچ گئے؟ اس نے کہا:

’’مجھے اُٹھا کر ایک شخص نے کھڑکی میں سے باہر پھینک دیا میں لمبی لمبی گھاس پر گرا، مجھے مطلق چوٹ نہ آئی، اٹھا اور اُٹھ کر بھاگا چاندنی رات تھی لائن کی پٹڑی پر چلتے چلتے تھک گیا، ایک جگہ کچھ روشنی نظر آئی۔ میں پٹڑی پر سے نیچے اُترا اور روشنی کی جانب چل دیا۔ راستہ میں قبریں تھیں شاید میں قبرستان میں سے گذر رہا تھا مجھے ڈر تو بہت محسوس ہوا اور جب سکھوں کی مکروہ صورتوں کا تصور آتا تو میرے رونگٹے کھڑے ہوجاتے گرتا پڑتا روشنی کی پاس پہنچا وہاں ایک فقیر دُھونی رمائے بیٹھا تھا۔ اس نے پوچھا اس وقت کہاں سے آئے ہو، میں نے ماجرا کہہ سنایا، فقیر نے مجھے تسلی دے کر پاس بٹھالیا۔ ابھی پو پھٹنے والی تھی کہ میں وہاں سے چل پڑا، جب شہر کے قریب پہنچا تو ایک سکھ ہاتھ میں کرپان لیے مسواک کرتا چلا آ رہا تھا۔ میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ جونہی میں سہم کر کھڑا ہوا اُس نے میری طرف نگاہ ڈالی اور نہایت بھدّی زبان میں مجھ سے کچھ پوچھنے لگا۔ ابھی وہ مجھ سے بات کر ہی رہا تھا کہ ایک ہندو ادھر آ نکلا، وہ بھی میرے پاس آ گیا۔ میں چُپ تھا اور کوئی جواب نہ دیتا تھا، سکھ نے کہا اچھا اس کا پاجامہ کھول کر دیکھو، کہ مسلمان ہے یا ہندو؟ میں نے خدا کا واسطہ دیا، سکھ نے کرپان پر ہاتھ رکھ کر کہا، لو بھئی یہ تو مسلمان ہے خدا کا نام لے رہا ہے، صبح صبح شکار مل گیا، جوں ہی اس نے کرپان نکالی ہندو نوجوان بیچ میں آ گیا کہنے لگا بچہ ہے اسے مارنا اچھا نہیں۔ سکھ نہ مانتا تھا مگر اس ہندو نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے بھاگ جانے کو کہا، اور خود سکھ کو روک کر کھڑا ہو گیا، میں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور سٹیشن سے ہوتا ہوا کیمپ تک پہنچا ہوں۔‘‘

لڑکا بہت ہی ہوشیار تھا، مگر وہ بار بار اپنے عزیزوں کو یاد کر کے آہیں بھرتا تھا، میں نے اس واقعہ پر پھر احتجاج کیا، کیونکہ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ فوجی سپاہی جو بطور محافظ گاڑی کے ہمراہ تھے نہایت آرام سے کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ مجھے بعد میں یہ بھی معلوم ہوا کہ کرنل نے ان فوجیوں کے خلاف تحقیقات کے لیے رپورٹ کر دی ہے۔

ایک مسلمان لڑکی کی جرأت:

ہمارا کیمپ ریلوے لائن کے ساتھ میلوں تک پھیلا ہوا تھا، ہندو پناہ گزینوں کی گاڑیاں ہمارے پاس سے گذر رہی تھیں، کبھی کبھی وہ شرارت بھی کرتے تھے، ایک روز سکھ پناہ گزینوں کی گاڑی گذر رہی تھی کہ چلتی ہوئی گاڑی میں سے ایک نوجوان لڑکی نے ہمارے کیمپ کے سامنے آ کر چھلانگ لگا دی خدا کی قدرت اس لڑکی کے کہیں خراش تک نہ

آئی، یہ مسلمان لڑکی نہایت نیک اور شریف تھی، اس نے بتایا کہ سکھوں نے ہمارے گاؤں پر حملہ کر کے مجھے اغوا کر لیا، اور گاڑی میں سوار کرا کے جبراً انبالہ کی طرف لے جا رہے تھے۔ میں نے دُور سے دیکھا کہ مسلمانوں کا کیمپ ہے۔ اللہ کا نام لیا اور کود پڑی، میں خود بھی حیران ہوں کہ مجھے کس فرشتے نے سہارا دے کر زمین پر آرام سے کھڑا کر دیا۔

جب یہ لڑکی لاوارث عورتوں کے مکان میں داخل کی گئی تو اس نے سب سے پہلے یہ مطالبہ کیا کہ اسے قرآن پاک کی ضرورت ہے۔ وہ نیک لڑکی سارا دن قرآن پاک کی تلاوت کرتی رہتی۔ کبھی کبھی روتی بھی تھی پانچ وقت نماز ادا کرتی تھی ہم نے اسے لاوارث عورتوں کے ہمراہ لاہور بھجوا دیا تھا۔ اب خدا جانے کہاں ہے۔

بھنگیوں کے گھر میں اسلام کی بیٹیاں

شہر لدھیانہ میں چند ہندو کانگرسی ایسے تھے جن سے ہمارے دوستانہ تعلقات تھے۔ اُن میں سے ایک دوست اہم معلومات بہم پہنچاتا رہا اور بعض اوقات ہمیں بروقت خبردار کر کے ہمارے کیمپ کو سکھوں کی دستبرد سے بچا لیا، ایک روز یہ مخلص دوست ہانپتا کانپتا آیا اور مجھے الگ بلا کر بتایا کہ آٹھ دس مسلمان عورتیں اور بچے بھنگیوں کے قبضہ میں ہیں مجھے حیرت ہوئی کہ مسلمان عورتیں اور بچے شہر کے بھنگیوں کے قبضے میں کیسے آ گئے۔ تھوڑی دیر میں قدرت نے خود امداد کی ایک مسلمان عورت بچے کو گود میں اُٹھائے ہوئے لوگوں سے پوچھنے لگی کہ مسلمانوں کا دفتر کہاں ہے؟ مجھے کسی ذمہ دار سے بہت جلد بات کرنا ہے۔ عورت مذکور کو میرے پاس پہنچا دیا گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ کسی طرح دیہاتی مسلمانوں کا ایک خاندان بھنگیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ ایک گاؤں سے سکھ بھائیوں نے مسلمان عورتوں اور بچوں کو لدھیانہ شہر کے سکھ محلّہ میں پہنچایا۔ اس محلے کے سکھوں نے میلے کچیلے کپڑے والی مسلمان عورتوں کو دیکھا تو انھیں شک ہوا کہ یہ بھنگی ہیں، ایک عورت نے سکھوں کو اس قسم کے شک کا اظہار کرتے سُنا تو اس نے اپنی دانست میں ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے سکھوں کو کہہ دیا کہ ہم بھنگی ہیں۔ سکھوں نے فوراً سڑک پر سے بھنگی کو بلایا اور عورتیں اور بچے اس کے حوالے کر دیے۔ راستہ میں جب وہ بھنگی ان مسلمان عورتوں اور بچوں کو لیے جا رہا تھا تو اس عورت نے بھنگی سے پوچھا کہ اس شہر میں مسلمان آباد ہوں گے؟ بھنگی نے جواب دیا، اب کہاں وہ تو سب شہر کے باہر دریا کے کنارے کیمپ میں پڑے ہیں۔ شہر میں کوئی مسلمان نہیں رہا۔ مسلمان عورتوں کو اس اطلاع سے سخت مایوسی ہوئی۔ سرِ شام وہ مسلمان عورت رفع حاجت کے بہانے بھنگی محلے سے نکلی اور کھیتوں میں سے ہوتی ہوئی دریا کے کنارے ہمارے کیمپ میں پہنچ گئی۔

میں اس تمام واقعہ سے باخبر ہوا تو مجھے پریشانی نے گھیر لیا، کہ اب کیا بندوبست کروں۔ سورج غروب ہو چکا، ڈپٹی کمشنر کو اطلاع کروں یا پولیس کی امداد سے ملٹری کو بھجواؤں۔ اسی وقت ایک فوجی نائیک سبحان خان نام میرے پاس سے گذرا، میں نے اسے آواز دی یہ بہادر اور شریف نوجوان مسکراتا ہوا میرے قریب آیا، کہنے لگا فرمائیے کیا حکم ہے؟ میں نے اسے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سبحان خاں نے مجھے کہا کہ میں اپنے کیمپ کو چھوڑ کر دور چلا گیا اور کمپنی کمانڈر

آ گیا تو پھر کیا ہوگا؟ میں نے کہا میں تمہارے بچاؤ کے لیے جھوٹ بولوں گا اور کہہ دوں گا کہ ابھی کیمپ کے اندر گشت کے لیے گیا ہے۔ سبحان خاں کی تسلی ہوگئی۔ مگر اب یہ مشکل تھی کہ ٹرک یا بڑی جیپ کار کیسے حاصل کی جائے، اتفاق سے ایک فوجی کنوائے گذر رہا تھا اسے ٹھہرالیا۔ اس کنوائے کے پہلے ٹرک میں فرنٹ سیٹ پر فرنٹیر فورس کے مسلمان کپتان موجود تھے۔ میں انھیں نہیں جانتا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مجھے جانتے تھے۔

سبحان خاں نے سارا ماجرا سُنایا۔ کپتان نے کہا کہ ہم لوگ پہلے ہی بدنام ہیں۔ اگر وہاں ہنگامہ ہوگیا تو ہم سب دھر لیے جائیں گے، مگر تم ایسا کرو کہ تاج صاحب کی خواہش پوری ہوجائے اور مسلمان عورتیں کسی نہ کسی طرح بھنگیوں کے چُنگل سے چھڑالاؤ اور سنو یہ جو کیمپ انچارج ہے اسے معمولی کھدر کے کپڑوں میں دیکھ کر اس کی بات کو ٹال نہ دینا ہم اسے جانتے ہیں۔ ہمارے دل میں اس کی بے حد عزت ہے۔

سبحان خاں اپنی ذات سے بہت بھلا نوجوان تھا۔ وہ کپتان کے کہنے سے میری اور زیادہ عزت کرنے لگا۔ میں نے اس کو کہا کہ بہت بڑی نیکی کا کام کروگے اگر رات ہوجانے سے پہلے ان مسلمان عورتوں کو وہاں سے نکال لاؤ۔ ہمت کروگے تو اللہ امداد کرے گا۔ سبحان خاں نے اس مسلمان عورت کو نشاندہی کے لیے ہمراہ لیا اور دو مسلح فوجی جوانوں کو احتیاطاً ساتھ لے گیا۔

میں دریا کے پُل پر بیٹھ گیا۔ اور دعا مانگنے لگا۔ رات کا اندھیرا زیادہ گہرا ہونے لگا، دو گھنٹے گذر گئے مگر سبحان خاں کا کچھ پتہ نہ چلا، مجھے اپنے دل کی دھڑکن تک سنائی دے رہی تھی، درختوں کے پتے کھڑکھڑاتے تو میں چونک جاتا، بار بار خیال آتا کہ اتنی دیر میں تو سبحان خاں چار دفعہ آ جا سکتا تھا، فاصلہ بھی کچھ زیادہ نہ تھا۔ اسی امید و بیم میں رات کے 9 بج گئے۔

تھوڑی دیر میں کمپنی کمانڈر جو ہندو تھا جیپ کار پر گشت کرتا ہوا ادھر آ نکلا، اسے دیکھ کر میں گھبرا گیا مگر بہت جلد خود کو سنبھال کر آگے بڑھا، مجھے دیکھتے ہی کمپنی کمانڈر نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور پوچھنے لگا آپ اس وقت ادھر کیسے آ گئے؟

میں نے شکوہ شکایت کے دفتر کھول دیے اور کہنا شروع کیا کہ آپ کے فوجی افسر کیمپ کی ٹھیک نگرانی نہیں کرتے، ابھی ابھی سبحان خاں نائک سے میری تُو تُو میں میں ہوئی۔ میں اسے کہتا تھا کہ سات میل لمبے کیمپ میں تم رات کو کبھی گشت کے لیے نہیں جاتے گردونواح سے سکھ آتے اور رات کے وقت مویشی ہانک کر لے جاتے ہیں۔ اگر گشت باقاعدہ ہوتی رہے تو ہمارا نقصان نہ ہو۔ کپتان صاحب آپ ہی غور فرمائیے کہ میلوں لمبے کیمپ میں آدھ گھنٹے میں گشت کیسے ہوسکتی ہے۔ آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے سبحان خاں گشت کو گیا ہے۔ مجھے امید ہے وہ دس پندرہ منٹ میں واپس آجائے گا۔

کپتان کہنے لگا نہیں تاج صاحب ایسا مت خیال کیجیے سبحان خاں بڑا ایماندار اور جفاکش نوجوان ہے۔ وہ

دو تین گھنٹے گشت کر کے واپس آئے گا۔

میں نے کہا کہ اب آپ بھی یہاں ہیں میں بھی موجود ہوں دیکھتے رہیے کہ کیا ہوتا ہے، کپتان کہنے لگا کہ میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا مجھے تو واپس ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے آپ دیکھتے رہیے۔ میں خدا سے یہی چاہتا تھا کپتان نے مصافحہ کیا اور جیپ کار میں بیٹھ کر چل دیا۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت!

دس بجے کے قریب سبحان خاں نے دُور سے وسل کیا، میں نے بیتابی سے اُٹھ کر سبحان خاں کو پکارا اور پوچھا خیریت تو ہے؟ اس نے فخریہ لہجہ میں کہا Ok (او، کے) وہ ذرا قریب آیا تو معلوم ہوا کہ مسلمان خاندان اس کے ہمراہ تھا وہ ہنستا ہوا میرے سامنے آیا اور مجھ سے بغلگیر ہو گیا۔

یہ فوجی مسلمان کس قدر نیک جذبہ کے لوگ ہیں۔ ان کی طبیعتیں کتنی سادہ ہیں اور کس ایمانداری سے خدمت کرتے ہیں۔ میں نے اُنھیں ہمیشہ وفادار اور ہمدرد پایا۔ مجھے فرنٹیر فورس کے افسروں اور جوانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے اور کبھی کبھی بلوچ رجمنٹ والوں سے بھی ملاقات ہوئی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ یہ سب لوگ صاف دل اور سادہ مزاج ہیں۔ مسلمانوں کے ہمدرد اور بہت ہی بہادر لوگ ہیں۔ سبحان خاں جی رینیڈر رجمنٹ کا نائک تھا اس رجمنٹ میں ہندو اور مسلمان ملے جلے تھے اور یہ پہچاننا مشکل تھا کہ کون ہندو ہے اور کون مسلمان، آخری دنوں میں ہمارے کیمپ کی نگرانی ان مسلمان فوجیوں نے کی جو پاکستان کے حصہ میں آئے تھے اور کیمپ کے خاتمہ پر پاکستان آنے والے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ہم پر جان چھڑکتے اور رات دن ہمارا ہاتھ بٹاتے تھے، بشیر خاں نام ایک سپاہی تھا بالکل نوعمر وہ ڈبل ڈیوٹی دیتا اپنی ڈیوٹی ادا کرنے کے بعد سیدھا میرے پاس پہنچتا تھا۔ راشن کی بوریاں اٹھواتا، خود راشن تقسیم کراتا۔ رات کو بارہ، ایک بجے تک کام میں مصروف رہتا اور کبھی تھکنے کا نام نہ لیتا تھا، خدا جانے اب یہ لوگ کس چھاؤنی میں ہیں۔ (جاری ہے)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

حبیب الرحمٰن بٹالوی

وطن کے اے مجاہدو

او پی ہو یا کہ توپچی
میجر عزیز بھٹی ہو
قیوم، سرفراز ہو
طلحہ ہو تم طفیل ہو
یونس کہ لالک جان ہو
حیدری نشان ہو
وطن کے پاس بان ہو
وطن کی راہ میں جتنے بھی
شہید ہیں، حیات ہیں
<u>صاحبِ نجات ہیں</u>
حادثاتی زندگی کا
کوئی اچانک دَور ہو
زلزلہ، سیلاب ہو
یا کوئی آفت اور ہو
تم سب سے رستا خیز ہو
مانندِ برق تیز ہو
ہمیشہ پیش پیش ہو
ساماں سے اپنے لیس ہو
صاحب کمال ہو
ماں کے تم بھی لال ہو
سرزمینِ پاک کی
مائیں، بہنیں، بیٹیاں

گھر کے سب پیر و جواں
سب کے ہے وردِ زباں
خدا کی ہو تمہیں اماں
وہ خود تمہیں بچائے گا
<u>وطن میں امن آئے گا</u>
آگرہ، دوارکا
ہے زن بزن کا معرکہ
ظلم و ستم کے ہم نوا
راون سے ہے مقابلہ
مُودی رقیبِ رُوسیاہ
یا کوئی دشمن، دوسرا
''را'' کا جو معین ہو
کمین ہو، لعین ہو
ملا دو اس کو خاک میں
مٹا دو اس کا نقشِ پا
وغا کے رُوبرُو ہو تم
سدا سے سرخرو ہو تم
عُدو کے تم عُدو ہو تم
موت کا پیام ہو
تیغِ بے نیام ہو
وطن کے اے محافظو!
سَیلوٹ ہو، سلام ہو!

مولانا منظور احمد آفاقی

مولانا ظفر علی خان (علیہ الرحمۃ) کی ایک سدا بہار نظم

مولانا ظفر علی خان (علیہ الرحمۃ) اردو کے ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ مشکل سے مشکل بحر میں اور سنگلاخ سے سنگلاخ زمین میں بے ساختہ شعر کہتے تھے وہ ہندو کے ہتھکنڈوں اور فرنگی کی چالوں سے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔ انھوں نے اپنے پر جوش کلام کے ذریعے حق کا پرچم بلند کیا، جسے باطل اپنی تمام تر قوتوں کے باوجود جُھکا نہ سکا۔ انھوں نے برصغیر کی غلام اقوام میں آزادی کی روح پھونکی تھی تو ان کا کلام اتنا مؤثر ہوتا تھا کہ ان کی زندگی ہی میں قبول عام کا درجہ پا گیا۔ زمانۂ طالب علمی میں ہم ان کا کلام بڑے شوق اور بڑی عقیدت سے پڑھتے تھے۔ خوش گلو اور خوش الحان افراد ان کا کلام ترنم سے پڑھتے تو سامعین جھوم اُٹھتے تھے اور فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھتی تھی۔ ان کی ایک نظم ''خروش سروش'' کا ایک شعر:

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

بچے بچے کی زبان پر تھا۔ اس نظم کا جوش اور ولولہ آج بھی اسی طرح تازہ ہے جیسا کہ ایک صدی قبل تھا۔ لیجئے اس نظم کو پڑھیے۔ اس کا بانکپن دیکھیے اور مولانا مرحوم کے فن کی داد دیجیے۔

''خروشِ سروش''

اللہ کا جو دم بھرتا ہے — وہ گرنے پر بھی اُبھرتا ہے
جب آدمی ہمت کرتا ہے — ہر بگڑا کام سنورتا ہے
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے — پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

او مسلم کیوں دلگیر ہے تو — کیوں غم کی بنا تصویر ہے تو
اغیار ہیں خاک اکسیر ہے تو — تدبیر ہیں وہ تقدیر ہے تو
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے — پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

ہے راہ نما قرآن ترا — اسلام پہ ہے ایمان ترا
پیغمبر ہے ذی شان ترا — دل جس پہ ہوا قربان ترا
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے — پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

تو پرتَو ملتِ بیضا ہے! — تو سایہ سطوتِ کبریٰ ہے

تو سُرمۂ دیدۂ دنیا ہے
تو غازۂ عارض عقبٰی ہے

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

تو حامی شرع پیمبر ہے
تو ماحی شیوۂ آزر ہے

تو غیرت خالق اکبر ہے
تو برش تیغ حیدر ہے

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

بکھری ہوئی قوت تیری ہے
سمٹی ہوئی ہمت تیری ہے

ورنہ یہ حکومت تیری ہے
عالم کی خلافت تیری ہے

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

تو علم کی دولت لایا ہے
تہذیب سکھانے آیا ہے

تو جب سے جہاں پر چھایا ہے
دُنیا کی پلٹ گئی کایا ہے

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

اُس داغ کا نور جگر میں ہے
جو سورج میں نہ قمر میں ہے

یہ آگ لگی ترے گھر میں ہے
کس سوچ میں ہے کس ڈر میں ہے

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

گلشن میں بہار ہے آئی ہوئی
گردُوں پہ گھٹا ہے چھائی ہوئی

پھرتی ہے صبا اٹھلائی ہوئی
تقدیر ہے پلٹا کھائی ہوئی

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خُدا کیا کرتا ہے

نقارہ بجا پھر شوکت کا
نظارہ دکھا پھر حکمت کا

چھلکا دے پیالہ اُخوت کا
چمکا دے ستارہ شریعت کا

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

نائب امیر مرکزیہ جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کی 7 ستمبر ''یوم ختم نبوت'' کی مصروفیات

☆ 7 بجے صبح، دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی
☆ 11 بجے دن، مسجد صدیقیہ محلّہ نجابت پورہ کمالیہ
☆ بعد نماز ظہر، جامع مسجد معاویہ جھنگ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ
☆ بعد نماز عشاء، انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

منجانب: **مجلس احرار اسلام پنجاب**

خطاب: جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ قسط نمبر (5)

واقعاتِ سیرت طیبہ وسیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

تو جب نبی نے ددھیالی ننھیالی جائیداد کا حصہ نہیں لیا۔ تو پھر بیٹی کو نبی کی جائیداد کیسے مل سکتی ہے؟ اگر جائیداد لینے میں نبوت کو دخل ہوتا تو سب سے پہلے حضور کی زندگی میں ثبوت دینا پڑے گا کہ آپ نے اپنے دونوں ددھیالی اور ننھیالی خاندانوں میں سے کون سی جا گیر اپنے قبضے میں کی تھی؟ اگر وہ جا گیر آ جاتی ہم اس حدیث کو جھوٹا قرار دے دیتے۔ یہ حدیث اب پہلے سے زیادہ سوگنا مضبوط طاقت ور اور مستند اور مدلّل ہو کر گونج رہی اور گرج رہی ہے کہ یہ حدیث سچی ہے ۔مطالبہ کرنے والے غلط ہیں دعویٰ کرنے والے جھوٹے ہیں۔ ابوبکر پر الزام لگانے والے منافقین کے دوست ہیں۔ عبداللہ بن اُبی کے ساتھی ہیں عبداللہ بن سبا کے ایجنٹ ہیں یہود کے آنریری جاسوس ہیں۔ ان کا اسلام سے خدا کے رسول کی امت سے کوئی تعلق نہیں پہلے رسول کی وراثت ثابت کردو۔ پھر فاطمہ کی رواثت ہم ماننے کو تیار ہیں۔ تم پیغمبر کے ددھیالی، ننھیالی خاندان میں سے کسی مکان کے ایک انچ کا کروڑواں حصہ بتاؤ کہ نبی نے اپنی اماں کے مکان کو چھوڑ کر دو فرلانگ دور مسجد کے ساتھ کچا حجرہ بنایا۔ 36 فٹ مربع کا کہ جب کھڑے ہوں تو چھت کو ہاتھ لگ جاتا تھا اور درمیان میں جو بانس ڈالا وہ اس خطرناک پوزیشن میں تھا کہ اچانک اگر بے دھیان کوئی آدمی آئے تو وہ بانس آنکھ میں گُھس سکتا تھا۔ مکان کے کمرے میں اتنی گنجائش تھی کہ حضور کا ایک پلنگ تھا۔ چمڑے کا ایک گدیلہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی وہ تھا۔ تین گھڑے تھے۔ ایک کے اندر سوکھی کھجوریں تھیں۔ ایک کے اندر جو تھے۔ ایک کے اندر ستو تھے۔ ایک کے اندر جو کا آٹا تھا اس کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ ایک بڑا پیالہ (قَصْعَةٌ) جو حضور نے اپنے مہمانوں کے لیے بنایا۔ سات آدمی اُس کو مل کر اُٹھاتے تھے اور اُس میں دس (10) بیس (20) آدمی کھا سکتے تھے وہ لکڑی کا پیالہ تھا۔ وہ بھی اپنے لیے نہیں تھا مہمانوں کے لیے تھا۔ کہ روٹیاں لاؤ چُورہ کرو شوربہ ڈالو اور مہمانوں سے کہو کہ دس بیس آدمی مل کر کے اس میں سے کھایا کریں۔ مکان کی جائیداد کی پوزیشن تو یہ ہے۔ تو جس کی اپنی جا گیر ہو وہ کچا حجرہ چھتیس (36) فٹ مربع کا بنا کر مسجد کے جوار میں آ کر مسافروں کی طرح کیوں ڈیرہ لگاتا ہے؟ اُس کا پہلا فرض یہ تھا کہ ننھیالی محلے میں ڈیرہ لگاتا، ڈیرہ نہیں لگایا تھا۔ جائیداد کا مطالبہ کرتا۔ اُس کی حد بندی کراتا اُس رواج کے مطابق اُس دور کے پٹواری کو بلا کر نشاندھی کرانا اپنی نانی اور خالہ کے خاندان والوں کو وہاں سے بے دخل کرتا چاہے وہ دو فٹ کی کوٹھڑی ہوتی۔ اُس کو اپنا نامزد کرتا۔ خود نہ رہتا تو علی حسن حسین، فاطمہ کو رہنے کی اجازت دیتا۔ نبی نہ مکے کی جائیداد لیتا ہے نہ مدینے کی جائیداد لیتا ہے۔ بیٹی کو بھی اپنے حجرے کے ساتھ حجرہ بنا کر کے دیتا ہے۔ بیویوں کے حجروں کی قطاریں بھی مسجد کے ساتھ بنواتا تھے۔ حتیٰ کہ گھر تو اپنا گھر جب خانہ خدا مسجد تعمیر کرنے لگا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ چھت تو مضبوط ہو۔ دیواریں تو مضبوط ہوں آخر مسجد ہے تو فرمانے لگے "مَالِی وِلِلدُّنیا" مجھے دُنیاداری سے کیا مطلب ہے؟ سن لو! نبی اپنی مسجد کو پکا بنانا بھی دُنیاداری

فرماتے ہیں۔مَالی وللدُّ نیا" پس عریشُ کعریش اخی موسیٰ'' مجھے اتنا ہی چھپر کافی ہے مسجد کا جتنا میرے بھائی موسیٰ نے وادی سبع میں مسجد بنائی، تو کچا چھپر ڈالا تھا۔ میری مسجد بھی ویسی چھپر والی ہو۔عریشُ کعریش اخی موسیٰ" مجھے چھپر چاہیے۔ مجھے عمارت نہیں چاہیے۔ جو نبی اس قسم کی مسافرانہ درویشانہ زندگی قبول کرتا ہے معلوم ہوا کہ اگر اُس کی شریعت میں اُس کے لیے کوئی جاگیر جائیداد وراثتاً حلال ہوتی تو اُس کا فریضہ تھا کہ جو نبی استنجے کا مسئلہ نہیں چھوڑتا اُس نے اپنی جائیداد کے مسئلے کو امت سے کیوں چھپایا؟۔ اُس کا فرض بنتا ہے سب سے پہلا کہ وہ مکے اور مدینے سے اپنی جائیداد کا فیصلہ سناتا۔عمل کر کے دکھاتا پھر اپنی اولاد کو کہتا کہ یہ میری وراثت تھی میں نے لے لی اور اب میری وراثت تم لے لینا۔ نبی نے اپنے عمل سے جڑ کاٹی پہلے اپنے خاندان کی وراثت کی پھر حدیث ارشاد فرمائی جس کی گواہی دی صحابہ نے۔اس لیے فاطمہ الزہرا نے مغالطے میں آ کر اگر غصہ کر لیا تو کوئی عیب نہیں فاطمہ کا غصہ اپنی جگہ بجا تھا کہ اُن کو علم اتنا تھا اور ابوبکر کا فیصلہ اپنی جگہ بجا تھا کہ وہ حدیث کو اُن سے زیادہ جاننے والے تھے۔اور سعد ابن ابی وقاصؓ اور عمر بن خطابؓ ان کی حدیث کی گواہی اس نے مزید سونے پر سہاگے کا کام کیا اور اگر یہ غلط ہوتیں تینوں گواہیاں تو علی اور عباس حضور کے چچا اور چچا کے بیٹے یہ دونوں صدیق اکبر کے دربار خلافت میں موجود تھے یہ دونوں کھڑے ہو کر احتجاج کرتے۔ وہاں وارننگ دیتے کہ کُرسی پر بیٹھ کر تم نے فیصلہ کر لیا لیکن یہاں سے اُٹھو گے بھی سہی نا کبھی؟ گھر میں بھی چلو گے تمہارا گریبان ہوگا اور ہمارا ہاتھ ہوگا ہم دیکھیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی جاگیر تم کیسے غصب کرتے ہو؟ وہ دونوں مسکراتے ہوئے گھر آ گئے۔فاطمہ نے طبعی طور پر رنج منایا اور ابوبکر کو جب پتہ چلا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں۔تو پھر خلافت کے تخت کی گدی چھوڑ دی اُٹھ کر کے فاطمۃ الزہرا کے حجرے کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے اور وہ الفاظ کہے جو میں نے کہے ہیں کہ "انی لم اذل قائما"۔ مجھے معلوم ہوا کہ تم مجھ سے ناراض ہو دُختر پیغمبر! میں اب یہاں کھڑا ہوں اپنے منہ سے کہو کہ حدیث کا فیصلہ منظور ہے اور میں تم سے راضی ہوں۔ کہنے لگی نہیں میں تم سے ابھی کچھ نہیں کہتی۔ کہا کہ بالکل نہیں میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ میں نے پیغمبر کو منہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی بیٹی کو دین کے لیے اگر ناراض کیا تو قبول ہے۔ دنیا کے لیے میں ناراض کرنے کو تیار نہیں۔" حتیٰ رضیت" حتیٰ کہ پھر وہ بی بی فاطمہؓ راضی ہوئیں، فرمانے لگیں! میں تم سے کہتی ہوں میں راضی ہوں تم جاؤ۔ فرمایا نہیں دیوار کے پاس آیئے۔ کہن لگے بوہے دے پھٹ دے پچھے آ بی بی۔ میرے نبی دی دِھی ایتھے کھلو کے کہو کہ میں تیرے تے راضی آں۔ گنّی سُن لواں تیرا کپڑا ویکھاں تاں کھواں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ اُٹھ کر اندر سے تشریف لائیں وہ مکان مسجد نبوی سے تھوڑے سے فاصلے پر ہے۔

جب ازواج مطہرات کے حجرے زیادہ ہو گئے تو ایک صحابی تھے نام بھولتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں اُن کی قبر مبارک پر ہوں جب کسی نبی کی بیوی کا اضافہ ہوتا تھا وہ حضور کی بیوی کے لیے اپنا ایک مکان عطیہ کرتے جاتے تھے حضور فرماتے تھے ایک دفعہ ام سلمہ کو اور ایک دفعہ غالباً جویریہ کو فرمایا کہ ''انی استخفی " اب تو مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے اُس دوست سے کہوں کہ اور مجھے مکان لے دے۔ اُس کی سخاوت میں تو کوئی کمی نہیں لیکن مجھے

کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اُن کو پتہ چلا کہنے لگے یارسول اللہ میرے لیے اور خوشی قسمتی کا دن کون سا آئے گا؟ کہ بیویاں آپ کی ہوں بچے آپ کے ہوں گھر میرے ہوں میں تو جنت میں گھر بنا رہا ہوں آپ ایسی بات کیوں فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں سارا مدینہ مجھے دینا پڑے مجھے منظور ہے۔

آپ ناں نہ فرمائیں دعا کریں جب تک میں زندہ ہوں میرے مکان آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے حاضر ہیں۔ اُنہی صحابی نے فاطمۃ الزہرا کو اور علی مرتضیٰ کو حضور کی ازواج کی لائن سے باہر مکان لے کر کے دیا تھا اور یہیں پر اُن کا قیام ہوتا تھا۔ اس پوئنٹ کو یاد رکھنا۔ بہت سی باتیں سُنی ہوں گی۔ پوائنٹ نہیں سنا ہوگا جو میں آج کہتا ہوں کہ مکے کی جائیداد کا فیصلہ تم بتاؤ۔ مدینے میں نبی کی ننھیال کی جائیداد کا فیصلہ تم بتاؤ۔ فدک کا فیصلہ ہم مان لیں گے۔

جب نبی نے اپنی جائیداد کا حصہ نہیں لیا۔ تو فاطمہ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اُس جائیداد کا حصہ لیوے جو نبی کی وراثت بھی نہیں بلکہ بیت المال کا صدقہ ہے؟ بات سمجھ میں آرہی ہے آپ کے؟ میں نے کہا تھا کہ بچوں کو تربیت اور طرح کی ہوتی تھی امام حسن کو بھی بتایا بڑوں کو بھی ٹوکا، عورتوں کو بھی ٹوکا۔ بیویوں کو بھی ٹوکا۔ صحابہ کو بھی ٹوکا، سسرال کو بھی ٹوکا، دامادوں کو بھی ٹوکا، مختلف باتوں میں امام حسن...... یہاں سے بات میں نے کی تھی شروع درمیان میں رہ گئی۔ تو حضرت امام حسن حضور کے ساتھ ہیں حضور کی وفات کے وقت میں ساڑھے آٹھ برس کے تھے۔ حضرت حسین ساڑھے سات برس کے تھے۔ بڑے نواسے حضور کے نو دس برس سے زیادہ عمر کے تھے۔ اسی طرح اُمامہ بیٹی سیدہ زینب کی دُختر فرخندہ اختر وہ اِن دونوں بھائیوں سے عمر میں بڑی تھیں۔

فاطمۃ الزہرا کی حقیقی بڑی بہن کی اولاد اور وہی بیٹی اُمامہ ہیں حضور کی بڑی نواسی کہ جب نفل پڑھتے تھے تو وہ آ کے ساتھ چمٹ جاتی تھیں۔ ماں فوت ہوگئی 8 ہجری کے قریب، سیدہ زینب نے مدینہ منورہ میں انتقال کیا دو اولادیں چھوڑیں علی اور اُمامہ۔ علی بڑے ہوئے تو کہنے والے کہتے ہیں کہ عرفات کے میدان میں بھی حضور کی اونٹنی کے پیچھے وہی تھے اور جب بُت گرانے کے لیے کعبۃ اللہ کے کوٹھے پر چڑھنے کی باری آئی تو کہنے والے کہتے ہیں کہ اُس وقت میں بھی علی زینبی، حضرت زینب کے فرزند جو ہیں وہی حضور کے مونڈھوں پر سوار ہوئے۔ خیر یہ بحث کی چیز نہیں۔ وہ علی ابن ابی طالب ہوں تو بھی ہمارے بزرگ ہیں۔ وہ علی ابن ابی العاص ہوں تو بھی ہمارے بزرگ ہیں۔ دونوں کے نام ایک جیسے ہیں۔ حضور کو اس نام میں رغبت تھی۔ آپ نے اپنے نواسے کا نام بھی علی رکھا۔ ایک اور صحابی ہیں اُن کے ابا کا نام علی ہے۔ ایک اور صحابی ہیں اُن کا اپنا نام علی ہے۔ ایک قبیلے کا سردار کا نام بھی تھا۔ عرب میں یہ نام کم تھا زیادہ نہیں تھا۔ حوزیٰ بن علی یمامہ کے علاقے کا سردار ہے کا فرمرا اُس کے باپ کا نام علی تھا۔ ایک صحابی ہیں طَلْق اُن کے ابا کا نام علی تھا۔ حُسن، حسین کے ابا کا نام علی ہے۔ حضور کے بڑے نواسے کا نام علی ہے۔ لیکن یہ نام نسبتاً کم ہے۔ اور حسن، حسین کا نام تو تقریباً نہیں تھا۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی الہامی ایجاد ہے کہ اللہ کی طرف سے آپ کے دل میں یہ نام آئے اور فاطمۃ الزہرا۔ علی نے پہلے جو نام رکھا وہ امیر معاویہ کے دادے کے نام پر حَرب رکھا

حَرب۔ عرب کے مزاج کے مطابق جنگجوئی کا نام۔ فرمایا لا، مجھے پسند نہیں اس کو ہٹاؤ۔ حسن پیدا ہوئے تو علی نے نام رکھا حَرب لوگ کہتے ہیں دشمنی تھی نام رکھا امیر معاویہ کے دادا کے نام پر یزید کے پردادا کا نام حرب تھا۔ وہی علی نے اپنے بیٹے کا نام رکھا حَرب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ” ھٰذا حَسَنٌ۔ یہ حسن ہے حرب نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد حسین پیدا ہوئے۔ علی نے پھر وہی نام رکھا امیر معاویہ کے دادا کا۔ فرمایا ”مَاسَمَّیْتُمْ ؟ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ حرب، فرمایا ” لا ھــذا حسیــن “ یہ حرب نہیں یہ حسین ہے، تو یہ دونوں نام الہامی قسم کے ہیں کہ اس سے پہلے تاریخ عالم میں یہ دو نام کہیں نظر نہیں آتے۔ لغت کا تو لفظ عربی کا ہے لیکن نام ان دو بچوں کے سواء غالبًا کسی اور کا نہیں۔ امام حسن ساتھ ہیں انگلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑ رکھی ہے۔ بچے تھے، معصوم تھے۔ اپنی نرینہ اولاد کوئی نہ تھی ان کو لے کر کے نکلے تو موسم تھا کھجوروں کا یہی جون جولائی کا موسم تھا۔ کھجوریں جو تھیں وہ بکھری ہوئی تھیں۔ درختوں سے اُتاری جائیں کھجوریں گرتی ہیں کہ نہیں؟ باغوں میں، نہروں پر، پٹڑیوں پر، سڑکوں پر کھجوریں پڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اس دور میں چونکہ آمدنی زیادہ اسی کی تھی مدینے میں۔ صحابہ اسی میں سے عشر دیتے تھے۔ آج تو ماشاء اللہ جن کی زمینیں ہیں مربعے میں وہ عشر نہیں دیتے۔ وہ کتوں کو پالتے ہیں وہ کنجریوں کو رکھتے ہیں۔ وہ داشتاؤں کو رکھتے ہیں وہ میراثیوں کو بلاتے ہیں۔ وہ ہیجڑوں کا جلوس نکالتے ہیں۔ وہ بندر پالتے ہیں ریچھوں کی ٹرائیاں کرتے ہیں عشر نہیں دیتے۔ اور جب بارش مئی میں ہو تو کہتے ہیں اللہ میاں تو سانوں تاڑ لیا اے؟ مت بولو یہ الفاظ اور کچھ بھی کرسکتا ہے وہ بغیر بارشوں کے اس میں کیڑا لگا کر قوم فرعون کی طرح تمہارا سارا غلہ تباہ کرسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے تو استغفار کرو زیادہ بک بک مت کرو۔ اُس کے قہر کو مت للکارو۔ تم بتاؤ سات کروڑ میں سے کتنے ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں؟ تم بولو تم میں سے کتنے ہیں جو عُشر دیتے ہیں۔ صدقۃ الفطر کی چونی جو لوگ نہیں دیتے اُن کو مئی میں ہونے والی بارش پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ اعتراض کا تو نبیوں کو بھی کوئی حق نہیں لیکن جو اُس کے سچے بندے ہیں وہ عرض تو کرسکتے ہیں کہ مولا! ہماری تو یہ گہائی کا وقت ہے۔ آپ نے بارش کردی۔ اگر آپ اسی میں راضی ہیں تو کیجئے۔ ہماری بہتری اس میں ہے کہ بارش بند ہوجائے۔ اعتراض کون مائی کا لال کرسکتا ہے؟ نبیوں کو جرأت نہیں کہ اعتراض کرسکیں۔ جو عتراض کرے وہ خدا کا بندہ نہیں ہوتا خدا کا مدّ مقابل ہوتا ہے۔ اعتراض تو ابلیس نے کیا جو راندۂ درگاہ ہوگیا۔ بندے تو عرض کیا کرتے ہیں۔ التجاء کیا کرتے ہیں کہ مولا ہم آپ کی حکمتوں کو نہیں جانتے۔ آپ کے نزدیک بہتری ہوگی ہم برداشت نہیں کرسکتے ہم پر کرم فرمایئے۔ ہماری توبہ قبول فرمایئے اب بھی کہو” **استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ**“ استغفار کرو۔ یہ کہنا چھوڑ دو کہ بارشیں کیوں ہورہی ہیں؟ میں کہتا ہوں خدا ناراض ہے۔ قیامت نہیں آئے گی۔ پہلی قوموں جیسا عذاب نہیں آئے گا لیکن خدا جھنجھوڑتا ہے۔ پنجابی وچ کہندے نیں ہلو نے دیندا اے تہانوں ہلو نے کہ اج وی سنبھل جاؤ حینویں کنوں پھڑ کے آوارہ چھوکرے نوں پیو یا استاد ہلوندا ناں؟ کہ سُنیا کہ نہیں؟ اللہ میاں ہلو نے پیا دیندا اہلو نے۔ میں دیکھ آیا ہوں ڈھیریاں پڑی ہیں۔

میں کیہا! ہے کیسے مائی دے لال اچ ہمت تے ڈھیریاں چک کے وکھاؤ۔ چکو! کرو کسے ٹوئے نوں زمین دوز کھڈا پاؤ پنجاہ سو میل لمّا۔ کرو گہائی لیاؤ کوئی نویں داند؟ لیاؤ کوئی تیر نگلی؟ کرو گہائی۔ چھڑائی، میں ویکھاں کون کنک چک کے گھر لے جاندا؟ تہانوں بھری نوں ہتھ لان دیوے تے خدا نہیں۔ اُس کے غضب کو مت للکارو استغفار کرو تہجد پڑھنے والے تہجد میں سر گڑیں، ماتھا رگڑیں کہیں کہ مولا! آپ کی مخلوق ہے حضور پاک نے ساری رات ایک آیت پڑھتے ہوئے گزار دی۔ صحابی عشاء کے وقت آئے تو حضور مسجد میں تھے صحابی عشاء پڑھ کر رات کا ایک تہائی گزار کر گیارہ بارہ کے قریب رخصت ہوئے تو حضور مسجد میں تھے۔ صحابی تہجد کے وقت میں گھروں سے آئے تو بھی حضور مسجد میں سجدے میں تھے حتیٰ کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا تو بھی حضور سجدے میں تھے اور زبان مبارک پر ایک آیت تھی وہ پڑھ رہے تھے صحابہ سُن کر کے لرزے حضور کی ہچکی بندھی ہوئی تھی رو رہے تھے اور آنسوؤں کے پانی سے زمین گیلی ہو گئی تھی اور پڑھ رہے تھے۔ "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ" ۔ جے توانہاں نوں مارسٹیں تیرا مال اے، تیرے بندے آمیں کی کر سکناں، وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم" جے توں عیباں اُتے پردہ پا دیویں تے توں ڈاہڈا حکمت والا تیرا بگڑدا کی اے۔ ٹھیک اے؟ ایہہ ترجمہ سمجھ آوندا؟ یہ آیت پڑھتے ہوئے ساری رات گزار دی۔ اب بھی کہتا ہوں جو تہجد پڑھتے ہو یہ سجدے میں سر رکھ کر تہجد کی آٹھ یا بارہ رکعتیں پڑھ کر یہ آیت پڑھو۔ کہ مولا اگر آپ سزا دینے پر آ جائیں تو آپ کو کون روک سکتا ہے؟ آپ کا اپنا مال ہے تہاڈے بنائے کھڈونے تے مٹی دے آرے بھورے بھاویں توڑ و بھاویں رکھو۔ تہاڈی اپنی دوکان دا مال اے، تے جے معافی چا دیو تے تہاڈا بگڑدا کی اے؟ تہاڈا گھسنا کی اے؟ تہانوں نقصان کی اے؟ تسیں بادشاہاں دے بادشاہ ہو"اَنت ملک الملوک" ٹھیک اے؟ معافی منگنی چاہیے۔ استغفار پڑھنا چاہیے۔ صدقہ خیرات کرو۔ لوگ تو کہتے ہیں کنک نویں آوے میں کہیا جو پُرانی پئی اے کڈھو۔ خوب صدقہ خیرات کرو شائد مہربانی ہو؟ ورنہ تُسیں ویکھو گے ایس موسم توں لگے کے اگلے ساون بھادوں تک لڑی نہ بجھ جائے تاں خدا داناں نہیں؟ بیٹھے کتھے ہوتساں؟ ایہہ ایویں نہیں پیا ہوندا۔ وڈیرے جو کچھ کر رہے ہیں جا کے گھروں میں دیکھو۔ اُن کے بنگلوں میں دیکھو، اُن کی کوٹھیوں میں دیکھو شراب چل رہی ہے۔ زنا ہو رہا ہے۔ مزارع قتل ہو رہے ہیں۔ نوجوان لڑکیاں سپلائی کی جا رہی ہیں کرائی جا رہی ہیں۔ افسروں کی دعوت کر کے مشترکہ زنا ہو رہا ہے۔ کتے لڑ رہے ہیں ریچھوں کی لڑائی ہو رہی ہے۔ رمضان کی راتوں میں علانیہ زنا ہو رہا ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں کا مذاق اُڑ رہا ہے۔ رمضان کے دن کے روزے رکھ کر غریب مسلمان مسجدوں میں توبہ استغفار اور قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔ ان کے بالا خانوں میں ان کے ویٹنگ روموں (Waiting Room) میں ان کے ڈائننگ ہالوں کے اندر مرغے چرغے اُڑ رہے ہیں خدا یہ سب کچھ دیکھتا ہے اور ابھی بھی چپ ہے۔ تم ابھی بھی کہتے ہو کہ بارشیں کیوں ہوتی ہیں؟ یہاں تو آگ برس پڑتی تو تعجب نہ تھا۔ تم بیٹھے کہاں ہو؟ جن کو زیادہ ٹوں ٹاں کرنے کی ہمت ہے جاؤ! ہاتھ لگاؤ گندم کو پھر تم تماشا دیکھو بنتا کیا ہے؟ تم ایک تولہ گندم نہیں لا سکو گے خدا قادر ہے۔ "اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ" کہ میں نے فرعون کو اور اُس کی قوم کو اسی

طرح پکڑ لیا تھا کہ جاؤ باغ میں جاؤ گے جس پھل کو توڑو گے، کیڑا۔ جس کنویں سے پانی نکالو گے یہاں سے خون آئے گا یا مینڈک نکلیں گے۔ جس گندم کی بالی کو ہاتھ لگاؤ گے کیڑا۔ بلاؤ کسی حکیم کو سائنسدان کو عاجز آ گئی قوم۔ نو باتیں ہوئیں۔ **اَلْقُمَّلُ وَ الْجَرَادُ وَ الضَّفَادِعُ وَ الدَّمُ، آیٰتٍ مُفَصَّلاتٍ فَاسْتَکْبَرُوا وَ کَانُوْا قَوْماً مُجْرِمِیْنَ**'' کہ قوم مجرم تھی بدمعاش تھی جرائم پیشہ بن گئے تھے۔ آج ہمارے مسلمانوں کے بڑوں میں وہی جرائم پیشگی کی عادت آ گئی ہے۔ یاد رکھو! اگر یہ عادتیں نہ بدلیں تو قوم فرعون کی طرح پکڑے جاؤ گے۔ ابھی تمہارے پانی میں لہو نہیں بنا۔ لیکن پانی زہر بن سکتا ہے۔ جنوبی پاکستان کے سارے علاقے کا تو پانی کڑوا ہے۔ یہ تو خدا کی کرم فرمائی سمجھو کہ تمہاری گندم بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بہرحال یہ ضمنی بات آ گئی تھی میں چھوڑتا ہوں۔

تو میں نے بات شروع کی تھی۔ مدرسے کی طرف سے ایک بات کہنا چاہتا تھا کہ مدرسہ دین کی خدمت کا ایک ادارہ ہے۔ اس کی خدمت بھی ہونی چاہیے۔ کہ جو آدمی پیسہ دے سکتا ہے وہ پیسہ دے۔ جو قرآن کریم مسجد میں رکھ سکتا ہے وہ قرآن رکھے۔ جو بچوں کے پڑھنے کے لیے دینی کتاب دلا سکتا ہے وہ اپنی کتاب دے۔ جو کسی درویش کو کرتا پہنا سکتا ہے وہ پہنا دے۔ جو کسی بانگی کسی امام کو پگڑی پہنا سکتا ہے وہ پگڑی دے دے جو کسی کو روٹی کھلا سکتا ہے وہ روٹی کھلا دے۔ خدمت کے مختلف ذرائع ہیں یہ کہوں کیا؟ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **اذا مات ابن آدم**'' یا فرمایا **اذا مات الانسان انقطع عملہ الا عن ثلاث**'' اے میری اُمت یاد رکھنا کہ جب آدمی کا بچہ مر جاتا ہے جب کوئی انسان کا بچہ مر جاتا ہے تو زندگی میں جتنے کام کرنے کی اُس کو مہلت اور گنجائش تھی اچھے یا بُرے سب کی رسی کاٹ دی جاتی ہے۔ یہ ہاتھ جو بیوی کے سر پر رہ سکتا تھا اور غیر عورت کے دوپٹے پر بھی پڑ سکتا تھا اب اس کو ہلنے کی اجازت نہیں۔ یہ ہاتھ جو دھوکے سے غلط رقم لکھ کر حساب کو خراب بھی کر سکتا تھا اور غلطیوں کو ٹھیک کر کے حساب کو سیدھا بھی کر سکتا تھا۔ اب اس کو قلم اٹھانے کی اجازت بھی نہیں۔ یہ منہ جیسے سے میں بولتا ہوں ایک کروڑ الفاظ بھی ایک گھنٹے میں بول سکتا تھا۔ لیکن موت کے بعد اس کو لب ہلانے کی اجازت نہیں۔ یہ دماغ جو پوری دنیا کے علوم وفنون پر غور وفکر کر سکتا تھا لیکن اب اس کو آنکھوں کی پلک اُٹھانے کے لیے سوچنے کی بھی اجازت نہیں۔ یہ جسم جو یہاں بیٹھا ہوا آسمانوں کی پرواز کے منصوبے بناتا تھا راکٹ میں خلائی جہاز میں بیٹھ کر شمس وقمر اور مریخ وعطارد وزحل اور زہرہ اور کیا کیا ستارے جو بنا رکھے ہیں اُن کے اندر سیر کرنے کے منصوبے بناتا تھا اب اس جسم کو کیڑے کھائیں گے قبر کے سانپ بچھو اس کو نوچیں گے بھنبھوڑیں گے۔ لیکن اس کو اب ٹانگ نہیں ایک پاؤں کا ناخن بھی ہلانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ فرماتے ہیں دُنیا کی کوئی چیز اب اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ کوئی عمل اس کے کام نہ آ سکے گا۔ تین چیزیں کام آئیں گی۔ اس مدرسے سے تعلق رکھنے والی یہ چیز ہے۔ اور جو ماحول سے تعلق رکھنے والی چیز ہے آخر میں دو باتیں کہوں گا۔ پھر بس کر دوں گا، یہ یُوہنی کی چیز ہے۔ آج اس سے زیادہ بیان نہیں ہو سکتا۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت: یکم ربیع الاول 1310ھ، 23 ستمبر 1892ء)

شعور نے آنکھ کھولی، آ گاہی نے اُنگلی تھامی، گھر گھروندے سے باہر تاک جھانک کی عادت ہوئی تو ابا جی مرحوم کا حلقۂ تلامذہ، معتقدین و منتسبین گرد و پیش میں پڑے جمائے ہوئے نظر آئے، بھلا پھر بخاریؒ مرحوم کا نام نامی کان میں کیوں نہ پڑتا جن کی سحر البیانی خطابت کی جادوگری کے شور سے عالم گونج رہا تھا، تقریر کے حیرت انگیز واقعات کانوں میں پڑنے لگے تو مرحوم کی زیارت کے لیے آنکھوں نے پنجاب، یوپی، دہلی میں ان کی تلاش کی۔ خدا تعالیٰ ہر آرزو پوری کرتا ہے، ایک دن اچانک دار العلوم میں شور ہوا کہ بخاری تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ وہ آئے اور بڑے طمطراق سے، ہمارے غریب خانے پر کیسے قدم رنجہ نہ ہوتے جب کہ مرحوم نے مدتوں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی جو تیاں سیدھی کرنا سب سے بڑی سعادت سمجھی تھی اور مرحوم علامہ نے اپنے شاگرد کو ''امیر شریعت'' بنا کر قادیانیت کے خلاف جرنیل کی حیثیت سے کھڑا کیا تھا، عصر کے بعد کا وقت تھا، پیچھے پیچھے سیکڑوں طلبہ کا ہجوم، آگے آگے مرحوم اس حلیہ و جثہ کے ساتھ۔

گول چہرہ، چشم آہو، گھنی ڈاڑھی، زلفیں جو شانوں تک پہنچتیں، بالوں کی ٹوپی جسے خم دے کر زیب سر کیا تھا، قوی ہیکل، بلکہ اچھا خاصا تن و توش، سرخ قمیص، نصف آستین، تہبند، جس پر بے تکلف یہ مصرعہ چست کیا جا سکتا ہے کہ

خوشابن میں چمکے بدن گورا گورا

سرخ و سپید، ''سینہ لعنت بر پدر فرنگ'' کہنے کے لیے ابھرا ہوا، ہاتھ میں تلوار، عجیب ہیئت تھی محبوبیت اس میں ربودگی، کم آمیزی، لیکن لگاوٹ کی ادائیں، بیٹھک میں گھسے آتے تھے، چارپائی کھینچ کر خود ہی بیٹھ گئے، طلبہ کے ہجوم نے گھیر رکھا تھا، حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب مرحوم کے پوتے فرید الوحیدی مقیم جدہ ساتھ، اس معصوم کو شعر و شاعری کا ہیضہ اور ہر ایک سے بے تکلف ہونے کا والہانہ شوق، اپنے ٹوٹے پھوٹے شعر سنا رہے تھے تو عطاء اللہ شاہ کب چوکنے والے تھے، غالبؔ دہلوی کی ایک غزل کو تصحیف کر کے سنایا ؎

موت کا ایک دن مقرر ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

وہاں سے اٹھے تو والد مرحوم کے مرقد کی جانب چل دیے، استاد کی گورِ خاک پر پہنچ کر شاگردانہ سعادتوں کا پیکر

بن گئے، پاؤ گھنٹے کے قریب لگ بھگ لپٹ کر خدا جانے کیا باتیں کرتے رہے، یہاں آموں کا باغ تھا، مجھے چپکے سے ایک درخت کے پیچھے لے گئے، جیب میں سے رقم نکالی اور زبردستی میری جیب میں ڈال دی، اب قصے سنانا شروع کیے، بولے کہ میں نے کچھ پڑھا لکھا نہیں، دارالعلوم آیا چلا گیا، دوبارہ آیا اور علامہ مرحوم کے سبق میں جا شریک ہوا۔ یہاں بھی حاضری اتنی تھی کہ شاہ صاحب کمرے سے درس کے لیے چلتے تو میں پیچھے پیچھے، درس گاہ پہنچ کر حضرت شاہ صاحب جوتے اتارتے تو میں نعلین در بغل اندر داخل ہوتا، خاموشی سے جوتے ایک کونے میں رکھتا اور باہر نکل آتا۔ پھر مجلسِ احباب سیاسی مسائل پر تبصرے، گل رخوں سے چھیڑ چھاڑ، جب محسوس ہوتا کہ اب سبق ختم ہونے والا ہے تو درس گاہ پہنچ جاتا، نعلین اٹھاتا اور حضرت استاذ کے سامنے رکھ دیتا، مرحوم استاذ اس حسنِ ظن میں کہ میں حاضر باش ہوں اور حاضری کی داستان تم نے سن ہی لی، پھر اسی کفش برداری سے جو کچھ مجھے ملا مل گیا، مرحوم بخاری اس دلچسپ داستان کو اپنے شگفتہ انداز میں سنا رہے تھے۔ سناتے سناتے پھر ہمارے گھر پہنچ گئے۔ مغرب کی نماز اس مسجد میں ادا کی جس میں ان کے استاذ نے اپنی زندگی کے آخری سال پنج گانہ کی ادائیگی میں گزارے۔ شب کو دیوبند کی جامع مسجد میں تقریر کا اعلان، دیوبند نے پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھا کہ جامع مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ سامنے کی سڑک پُر ہجوم، چھتوں پر عورتیں اور بچے، بعد عشاء بخاری کی تقریر شروع ہوئی۔ یہ تقریر نہیں تھی، بلکہ جادوگر اپنا جادو جگا رہا تھا۔ کبھی رلاتا، کبھی ہنساتا، کبھی عبرت خیز واقعات، کبھی لطیف چٹکلے، گاہے شعر پڑھتا، کسی مشہور شاعر کے شعر کو بگاڑ کر مجمع کو سناتا، ''لعنت بر پدر فرنگ'' کا مستانہ نعرہ بلند کرتا اور پھر انگریز عداوت کا وہ مظاہرہ ہوتا کہ معصوم بچوں کے دماغ بھی کھول اٹھے، لیکن دورانِ تقریر جب تلاوت کلام پاک کرتا تو محسوس ہوتا کہ وحی اتر رہی ہے۔ الکتاب المبین کی آیات کو سنا کر پھر تقریر کی طرف لوٹتا تو مجمع تڑپ اٹھتا کہ کاش بخاریؒ ساری رات قرآن ہی پڑھتے رہتے۔ منارۂ مسجد سے مؤذن کی بانگ بلند ہوئی تو عطاء اللہ شاہ مرحوم نے اپنی تقریر ختم کی۔ مجمع سر دھنتا ہوا منتشر ہو گیا۔ چھ گھنٹے کی اس لگاتار تقریر میں کیا مجال کہ ایک بھی سننے والا اپنی جگہ سے ہلا ہو، بے حس و حرکت سب شاہ جی کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تھی میری پہلی ملاقات۔

۱۹۴۰ء کے لگ بھگ میں دہلی پہنچ گیا۔ یہاں پنجاب یونیورسٹی کے فارسی امتحانات شغل تھا۔ اچانک دہلی کے گاندھی گراؤنڈ میں احرار کانفرنس کا اعلان ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا گاندھی گراؤنڈ خوب صورت اسٹیج، شامیانوں اور طنابوں سے مزین ہو گیا، ہم طلبہ شام کو تفریح کے لیے نکلے تو اب یہ ایک بہترین تفریح گاہ ہاتھ آئی۔ انعقادِ کانفرنس کی تاریخیں شبِ ہجر سے کم نہ تھیں، ایک دن ختم ہوا تو دوسرے دن کا ختم کرنا اس شعر کا مصداق تھا۔

فرہاد نہ پوچھ سختیِ ہجر

دن آج، پہاڑ سا کٹا ہے

اللہ اللہ کر کے تاریخ کانفرنس قریب آ کھڑی ہوئی، احرار ورکر اپنی مخصوص وردی میں دہلی کی سڑکوں پر چلتے نظر آنے لگے اور احرار کے مشہور قائد بھی پنجاب سے کھینچ کر دہلی پہنچ گئے۔ غالباً اس وقت احرار کے صدر شیخ حسام الدین تھے اور جنرل سکریٹری مظہر علی اظہر جن کی سیاسی زندگی میں قلابازیوں کو دیکھ کر عبدالمجید سالک مرحوم نے ''انقلاب'' کے کالم فکاہات میں ''مولانا ادھر علی ادھر'' لکھنا شروع کر دیا تھا اور ظفر علی نے اپنے مشہور طنزیہ اشعار میں چوہدری فضل حق اور ان مرحوم مظہر علی اظہر کے متعلق کہا تھا۔

دیکھ لو مظہر علی اظہر کو فضل حق کے ساتھ

ایک کھٹمل دوسرا پسو سیاسیات کا

چھوٹے بڑے قائد احرار پہنچ گئے تھے۔ شاہ صاحبؒ بھی پہنچ گئے، ان کے لیے ایک خصوصی خیمہ لگایا گیا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد اتفاقاً وہ اپنے خیمے کے سامنے بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے تھے، خیمے میں ابھی تک بجلی نہیں آئی تھی، میں اور میرے ایک رشتے دار مسٹر اقبال صاحب جنہیں شاہ صاحب کی زیارت وملاقات کا بڑا شوق تھا پہنچے۔ تو شاہ جی بڑے تپاک سے ملے۔ اتنے میں صاحبزادہ سید فیض الحسن سجادہ نشین آلو مہار شریف پہنچ گئے، بڑے دیدہ زیب، نہایت خوبصورت ڈاڑھی، پٹھے بال، کلاہ اور اس پر پگڑی جس کا طرہ نصف ہاتھ کے قریب، ہلکے بادامی رنگ کی سلک کی شیروانی، طویل وعریض شلوار، پنجاب کا مکلّف جوتا، بغل میں رول۔ آتے ہی پنجابی میں شاہ صاحب سے کہا کہ آپ اندھیرے میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ شاہ صاحب نے پنجابی ہی میں جواب دیا کہ تمہارے نور سے خیمہ منور ہے، تین دن یہ کانفرنس چلی، آخری نشست میں شاہ صاحب کی تین گھنٹے کی تقریر ہوئی۔ تقریر کے اختتام پر کانفرنس کا بھی اعلان ہوا۔ مجمع تڑپ اٹھا۔ اصرار شروع ہوا کہ کانفرنس کے لیے ایک اور دن بڑھا دیا جائے۔ شاہ صاحب اپنا سونٹا ہاتھ میں لیے ہوئے لنگی پہنے، وہی ہاف آستین کی قمیص، گریبان کھلا ہوا، سر پر ٹوپی ندارد، سر کو ایک خاص ادا سے جھٹکتے تو زلفیں اس طرح چہرے پر بکھر جاتیں جیسے چاند کے اردگرد ہالہ، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اس طرح کے موقعوں سے فائدہ اٹھانے میں مہارت رکھتے، وہ ایک دم اٹھ کر آئے، لاؤڈ اسپیکر اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے مخصوص تحکمانہ انداز میں بولے: ایک دن کانفرنس کا بڑھانا چاہتے ہو؟ تو مجمع بیک آواز بولا: جی ہاں! رئیس الاحرار نے کہا کہ اتنا روپیہ یہاں جمع کر دو تا کہ کل کی کانفرنس کا خرچ مہیا ہو سکے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اعلان پر سب سے پہلے حافظ محمد صدیق ملتانی مدرسہ صدیقیہ پھاٹک حبش خان دہلی پانچ سو کے نوٹ لے کر آگے بڑھے، پھر نوٹوں کی بارش شروع ہوگئی اور بے چارے احراریوں کے لیے یہی فتوحات ان کا روزگار تھا۔ یہ دوسری ملاقات تھی۔

میں لاہور پہنچا، مسلم لیگ کا دورِ شباب ہے۔قوم پرور مسلمانوں کو سننے کے لیے کوئی تیار نہیں۔اچانک ایک دن اعلان ہوا کہ شاہ جی کی تقریر ہے۔میں بھی کشاں کشاں اس میدان میں پہنچ گیا جہاں تقریر ہونے والی تھی۔لوگ بے تحاشہ چلے آتے تھے۔دیکھتے ہی دیکھتے حدنظر تک انسانی سروں کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا۔لیکن لیگیوں نے بھی شب خون کی پوری تیاری کی تھی۔شاہ جی مرحوم آئے تو اب سر پر کپڑے کی گول ٹوپی، عنابی رنگ کی ہاف آستین والی قمیص، ہاتھ میں بجائے تلوار کے سونٹا، اچانک اسٹیج پر نمودار ہوئے تو چہار جانب سے خشت باری، تاآنکہ مکانوں کی چھت سے بھی، ایک شور، ایک ہنگامہ، واپس جاؤ کے نعرے، لیکن بخاریؒ بڑا نبض شناس، اسٹیج پر جم کر بیٹھ گیا۔اب اسے ان کی کرامت کہیئے یا خدا کی حفاظت، ایک بھی اینٹ پتھر بخاریؒ کے جسم کو چھو کر نہ نکلا حالانکہ شب کے سناٹے میں خشت باری اڑتی ہوئی چڑیوں کا منظر پیش کر رہی تھی۔جب مخالفین کے کس بل نکل گئے۔تو مرحوم بخاری کھڑے ہوئے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے۔آسمان کی طرف نظر کی اور یہ قیامت خیز آواز:

''اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا، اے مدنی آقا کے مولا، اے زمین وآسمان کے پالنہار، اے چاند کے مالک، اے سورج کے رب، یہ تاروں بھری رات تیرا ہی کرشمہ قدرت ہے۔اے بارشوں کے برسانے والے، اے بادلوں کو لانے والے! تو دیکھ رہا ہے فاطمہ بی بی رضی اللہ عنھا کے بیٹے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے ساتھ تیری دنیا کیا کر رہی ہے۔''

اشارہ اپنے سید ہونے کی جانب تھا۔شاہ جی نے تڑپ کر لہک کر جو یہ انداز اپنایا، مجمع بے قرار ہو گیا۔آنکھیں اشک بار ہو گئیں، چھتوں سے آہ وبکا کی آوازیں بلند ہوئیں، شاہ جی! خدا کے واسطے ہمیں معاف کر، شاہ جی! تقریر ہو گی، تقریر ہو گی، جادو اپنا کام کر چکا تھا۔مجمع کو تڑپا کر سونٹا ہاتھ میں تھاما اور اسٹیج سے اترنے کی تیاری کی، لیکن اب کون جانے دیتا۔شاہ جی کرسی پر براجمان اور وہی خطابت کا جادو پھر جگا دیا۔سپیدۂ سحر نمودار ہوا تو تقریر کے ختم کرنے کا اعلان، مگر وہی مجمع جو چند گھنٹے پہلے شاہ جی سے الجھ رہا تھا، اب اس پر الجھا کہ تقریر پوری کرنا ہو گی۔کشمکش میں بات یہاں آکر ٹھہری کہ فجر کی نماز یہیں میدان میں پڑھی جائے اور نماز کے بعد تقریر کا دوسرا دور شروع، صفیں سیدھی ہو گئیں، ہزاروں انسانوں نے شاہ جی کی پُر کیف تلاوت میں نزولِ قرآن کا سماں دیکھا، دوگانہ سے فراغت پر دوسرا دور شروع ہوا اور غالباً آٹھ بجے تک چلتا رہا۔تقریر کے ختم پر شاہ جی خدا جانے کہاں سے کسی طرف نکل گئے۔یہ دوسری ملاقات نہیں بلکہ دور سے اسے ایک دید کہیے اور میر تقی میر مرحوم کے مصرعہ کا لطف اٹھایئے

ٹک دیکھ لیا، دل شاد کیا، خوش کام ہوئے اور چل نکلے

یہ دہلی ہے، ۱۹۴۷ء کا آغاز، لیگ الیکشن کو سو فیصدی جیت چکی ہے۔گاندھی جی نے نواب بھوپال کی وساطت

سے مسٹر محمد جناح کو مسلمانوں کی واحد نمائندگی کا سٹرفکیٹ دے دیا ہے۔ لارڈ، پیتھک لارنس کی قیادت میں وزارتی مشن ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے دہلی آیا ہوا تھا۔ لیگ کا دور دورہ، جواب میں صرف کانگریس، قوم پرور ہدفِ لعنت، ہدف ملامت، آزاد مرحوم علی گڑھ کے طلبہ کے ہاتھوں بدترین منظر دیکھ چکے تھے۔ مولانا حفظ الرحمٰن مرحوم کے جلسے کا اعلان بلّی ماران میں ہوا۔ ہم طلبہ بھی پہنچے تو مسٹر عبدالسلام صدر صوبائی مسلم لیگ دہلی اپنی موج لیے ہوئے آگے بڑھے، اسٹیج پر قبضہ کرلیا۔ مجاہد ملت کے سامنے لاؤڈ اسپیکر اٹھا کر اسی سے مجاہد ملت کی تواضع شروع کی۔ مجمع تتر بتر ہوگیا اور خدا جانے مجاہد ملت پر کیا گزری۔ ایک رات حضرت مولانا محمد حسین احمد صاحب کی تقریر کا اعلان ہوا۔ مفتی کفایت اللہ مرحوم کی صدارت، مولانا احمد سعید دہلوی کی تقریر۔ مولانا حفظ الرحمٰن مرحوم کی غازیانہ یلغار۔ مگر جب حضرت مولانا مدنی مرحوم کا نمبر آیا تو رات اپنا دم توڑ رہی تھی۔ حضرت مدنی مرحوم نے کھڑے ہوکر فرمایا ''نعرۂ تکبیر''۔ تمام مجمع نے جواباً اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ دوسری آواز تھی ''جمعیۃ علماء ہند''۔ گنے چنے افراد نے زندہ باد کہا، باقی سناٹا، تیسرا نعرہ تھا ''انڈین نیشنل کانگریس'' اس پر جو خشت باری شروع ہوئی تو گویا آسمانی عذاب کی تصویر تھی۔ مجمع بھاگتے بھاگتے سرمد کے مقبرے اور شاہ کلیم اللہ چشتی کے مرقد تک پہنچ جاتا۔ مولانا حفظ الرحمٰن کھڑے ہوتے، پھر مجمع کو جمع کرتے، حضرت مدنی سے کہتے کہ تشریف لایئے، یہ بوڑھا جرنیل کھڑا ہوتا اور پھر وہی تین نعرے اور تینوں پر پہلی ہی تین کیفیتیں، رات نے آخری ہچکی لی، نہ جرنیل کی تقریر ہوسکی اور نہ خود انہوں نے تین نعروں کے سوا کوئی بات کہی۔ ان حالات میں اچانک جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے جلسے کا اعلان ہوا جس میں عطاء اللہ شاہ کی تقریر کی اطلاع تھی، اردو پارک میں یہ جلسہ ہوا، اسٹیج پر جمعیت علماء کے ذمہ داروں کے ساتھ جواہر لال اور سردار پٹیل وغیرہ تھے، دلی کھینچ کر چلی آئی تھی۔ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، کانگریسی، لیگی، احراری ہر قوم اور ہر جماعت کی نمائندگی تھی۔ مرحوم بخاری کی تقریر طباشیر صبح کے بکھرنے تک جاری رہی۔ تقریر کے دوران یہ بھی کہا کہ:

''یہ پٹیل بیٹھے ہیں، مریں گے، جلیں گے، ان کی راکھ دریاؤں میں اور ہواؤں میں اڑا دی جائے گی۔ پھر نہ ان کی گور نہ ان کی قبر۔ لیکن میں مروں گا تو ڈھائی گز زمین اس ہندوستان پر قبر کے لیے لوں گا۔ پھر بتاؤ ہندوستان میرا ہے یا پٹیل کا۔''

اس پر زوردار قہقہہ لگا۔ پٹیل تو مسکرائے، جواہر لال لوٹ پوٹ ہوگئے۔ شاہ صاحب نے جب دیکھا کہ مجمع بندھ گیا ہے تو کہا کہ ''دہلی والو! تم بھی بڑے چالاک ہو، تقریر میری سنتے ہو، ووٹ جناح کو دیتے ہو'' اور پھر طرارے میں آکر پوچھا کہ ''بتاؤ ووٹ کس کو دو گے؟'' یہ بخاریؒ کی خطابت کا جادو تھا کہ ''پورے مجمع سے آواز آئی کہ شاہ صاحب کو، شاہ صاحب کو'' ووٹ تو کیا کوئی دیتا'' لیکن جب قوم پرور منہ چھپائے پھرتے تھے اور لیگیوں کی یلغار نے

ان کا ناطقہ بند کر دیا تھا، عطاء اللہ شاہ نے دہلی میں تقریر کی تھی۔ اس بار بھی بخاری سے شرفِ ملاقات حاصل نہ ہوا، تقریر سنی اور دور ہی دور سے ان کا دیدار کیا اور ناسوتی زندگی میں یہ ان کا آخری دیدار تھا۔ پھر بخاریؒ ہندوستان لوٹ کر نہ آیا اور پاکستان کی سرزمین عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے عدیم المثال مقرر کو ہمیشہ کے لیے نگل گئی، کم از کم پچاس سال ہندوستان کی خطابت کے آسمان پر بخاری بدر ہند کی طرح چمکا اور قادیانیت کے قلعے کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ بخاریؒ ہی تھا جس نے قادیان کی دھرتی پر غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کے اترے پتڑے کھولنے کی جرأت کی، بار بار قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں، لیکن ''لعنت بر پدر فرنگ'' ہمیشہ بھیجتے رہے۔ شہید گنج مسجد کی پوری تحریک لڑی، کشمیر تحریک میں سیکڑوں احرار والنٹر گرفتار کرا دیے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے لے کر تا خانقاہ شاہ عبد القادر صاحب رائے پوریؒ وابستہ رہے۔ آخر میں خود مرشد بن گئے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد خاک زارِ ملتان کے ایک جھونپڑے میں غریبانہ زندگی گزار دی۔ البتہ ان کی علالت کے دوران جنرل ایوب خان سابق صدر پاکستان نے علاج و معالجہ کی سرکاری طور پر خبر گیری کی، مرحوم بخاری کوئی سیاسی آدمی نہ تھے، نہ سیاسی گتھیوں کو سلجھانا ان کے بس کی بات تھی، ظفر علی خاں مرحوم نے ایک بار احراری لیڈروں پر تیر و نشتر شعر کی صورت میں چلائے تھے تو بخاریؒ کے متعلق لکھا تھا:

پہلے ہی دن سے ہیں جب دیدے بخاری کے پٹم
مانگتا پھرتا ہے پھر کیوں کاجل سیاسیات کا

یہ تو معاصرانہ چشمک اور مرحوم ظفر علی خاں کی سیماب مزاجی کا مظاہرہ ہے۔ لیکن پھر بھی اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاہ جی صرف ایک والنٹر تھے، وفادار سپاہی، فرض شناس کارکن، سیاسی فکر کی تعمیر اور احرار کی پالیسی چوہدری افضل حق اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم کرتے، شاہ صاحبؒ ان کے دیے خطوط پر تیزی سے دوڑ پڑتے۔ لیکن احراریوں میں خطابت کے سوتے شاہ جی کی خطاب کے سرچشمے سے نکلے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ایک دو لیڈروں کو چھوڑ کو احرار کے تمام قائد شاہ صاحب کے نقال تھے، خصوصاً قاضی احسان احمد شجاع آبادی، اس میدان میں سب سے آگے آگے رہے۔ بہر حال خدائے تعالیٰ اس غیور و جسور سفیرِ اسلام کی بال بال مغفرت فرمائے کہ ان کی خطابت کو دیکھ کر سننے والوں کی زبان پر یہ مصرعہ وارد ہوتا ہے۔

بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں

(مأخوذ از: لالۂ و گل: ص ۳۲۵)

حضرت مولانا عبدالقدوس رومی رحمۃ اللہ علیہ

فرقۂ غلمدِیہ یا جماعت احمدیہ

(قادیانیت اپنے لٹریچر کی روشنی میں)

''ادارہ نقیب ختم نبوت'' نے حضرت مولانا عبدالقدوس رومی رحمہ اللہ کے تحریر کردہ مضمون ''فرقۂ غلمد یہ یا جماعت احمدیہ'' کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت کے فرزند اور ہندوستان کی علمی شخصیت، مفتی شہر آگرہ، حضرت مولانا مجد القدوس خبیب رومی دام اللہ فیوضہم سے رابطہ کیا تو انہوں نے تحریری مراسلہ کے ذریعہ اجازت مرحمت فرمائی۔ ان کی اجازت سے مضمون ہذا شائع کیا جارہا ہے'' (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز محترم جناب مولانا سید عطاء المنان بخاری زاد المنان عطاءہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ تو آپ کے محض اخلاق ہی نہیں حسن اخلاق کی بات ہے، ماشاء اللہ آپ نے شریفانہ طرز عمل جو شرفاء کا ہوتا ہے وہ اختیار فرمایا۔ جزاک اللہ علی ھذہ المحبۃ۔

آپ ضرور شوق سے حضرت والد محترم ترجمان حق مولانا مفتی عبدالقدوس رومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کتابچہ اپنے ''ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان'' میں شائع فرمائیں، اور جب وہ شائع ہو جائے تو واٹس ایپ وغیرہ کے ذریعہ مجھے بھی بھیج دیں، مزید خوشی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں حضرت ترجمان حق علیہ الرحمہ کی اس مختصر و جامع کوشش وکاوش کو قبول فرمائیں، آمین۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب اجراڑویؒ (سابق ناظم مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور) نے اس سلسلہ میں متعدد کتابوں اور رسائل کا مطالعہ کیا کہ دیکھیں اس وقت ان میں سے کس کو شائع کرنا چاہئے، تاکہ عامۃ المسلمین اس فتنہ سے واقف و باخبر ہو سکیں، اس وقت سہارن پور میں یہ فتنہ سر اٹھا رہا تھا اس کے شر کو دفع کرنے کے لیے حضرت مفتی صاحبؒ نے آٹھ دس کتابیں دیکھنے کے بعد فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب کا یہ رسالہ مختصر بھی ہے اور جامع بھی، اس کو مظاہر علوم کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع کرا دیا جائے۔

چنانچہ یہ کتابچہ پہلی مرتبہ غالباً ۱۳۹۶ھ میں آگرہ سے، دوسری مرتبہ ۱۴۱۹ھ میں سہارن پور سے شائع ہوا تھا، اور اب تیسری مرتبہ ۱۴۴۴ھ میں ان شاء اللہ تعالیٰ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان سے شائع ہوگا۔

سبب تالیف:

شہر آگرہ کے محلّہ ڈولی کہار گھاٹی ماموں بھانجہ میں معین نامی ایک شخص جو یہاں قادیانیت کا معین ہو گیا تھا، اس نے قادیانیت کو فروغ دینے اور اس کی ترویج وتبلیغ کے لیے ایک غیر مسلم سیٹھ اچل سنگھ کے دھرم شالہ اچل بھون میں سہ روزہ کانفرنس منعقد کی اور قادیان سے ان کے چار پانچ داعی ومبلغ بلائے، انھوں نے وہاں بیان کیا، تقریریں کیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کوئی بھی مسلمان ان کے دام فریب میں نہیں آیا، اور اس کی خاص ظاہری وجہ یہ بھی ہوئی کہ اس قادیانیت زدہ شخص نے اپنی کانفرنس کا جو اشتہار احمدیہ کانفرنس کے نام سے شائع کیا اس میں اس نے یہ تلبیس کی تھی کہ سب سے اوپر یہ آیت شریفہ ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا

اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْن ‘ ‘اور جلی عنوان ’’احمدی کانفرنس‘‘ یا ’’احمدیہ کانفرنس‘‘ اور سب سے نیچے ہمارا کلمہ کیا؟ ’’لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ‘‘ لکھا گیا تھا تا کہ کسی کو شبہ بھی نہ ہو کہ یہ غیر مؤمن ہیں، اور ان کے مؤمن ہونے میں کسی کو کوئی شبہ ہی پیدا نہ ہو، وہ اشتہار اردو اور ہندی میں چھپا تھا۔

اس اشتہار پر حضرت والد صاحبؒ کی جیسے ہی نظر پڑی، والد صاحب نے احقر سے فرمایا کہ یہ اشتہار لاؤ، چنانچہ اس کو پڑھ کر والد صاحب نے فوراً ایک ہی نشست میں یہ پورا رسالہ لکھا، جو کتابیں ان کے پاس موجود تھیں، ان کی روشنی میں اردو، ہندی میں اس اشتہار کا جواب ’’فرقہ غلمد یہ یا جماعت احمد یہ اپنے لٹریچر کی روشنی میں‘‘ کے عنوان سے چھپوا کر شائع کر دیا۔

قادیانی اپنے کو جماعت احمدیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں، مگر امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو فرقہ غلمد یہ کہا کرتے تھے۔

جب تبلیغ قادیانیت کے اس اشتہار کا جواب اس کتابچہ کی شکل میں شائع ہوا تو بفضلہٖ تعالیٰ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ’’احمدی کانفرنس‘‘ بالکل غیر مؤثر ہو گئی، بحمد اللہ تعالیٰ کوئی بھی مسلمان قادیانیت کے دام ضلالت میں نہیں آیا۔ ان لوگوں نے اپنی کھسیاہٹ دور کرنے کے لیے اخبار میں اس کی رپورٹ شائع کر کے اس میں چند غیر مسلموں کے نام دے دیئے کہ وہ حلقہ بگوش احمدیت (قادیانیت) ہوئے۔ اس کے بعد معین قادیانیت کے

بھائیوں کو جب معلوم ہوا تو انھوں نے استفتاء کیا کہ ہمارے بھائی کے یہ خیالات، افکار و نظریات بلکہ اعتقادات ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ حضرت ترجمان حق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب لکھا کہ یہ شخص مسلمان نہیں رہا اور اپنے والد و والدہ کی میراث سے بھی محروم ہو گیا۔

چنانچہ اس کے بھائیوں نے اس کو گھر سے نکال دیا اور وہ شخص اس وقت نمونۂ عبرت بنا ہوا ہے، ابھی تک وہ شخص زندہ ہے مگر کبھی نالی کے کنارے پڑا رہتا ہے اور کبھی سڑک پر ادھر اُدھر گھومتا پھرتا ہے، جو عام پاگلوں کی شکل اور ہیئت ہو جاتی ہے، اسی حال میں نظر آتا ہے، یہاں کی موجودہ نوجوان نسل کو معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ شخص یہاں کا پہلا قادیانی ہے جو اس شکل میں سامانِ عبرت بنا ہوا ہے۔

میں بعض لوگوں کو (جو میرے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں) بتلا دیتا ہوں کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی عبرت کے لیے اس شکل میں کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرتے دم تک دین اسلام پر استقامت، مذہب اہل سنت و جماعت کی پیروی اور وقت موعود پر حسن خاتمہ نصیب فرمائیں، آمین۔

اللهم إنا نعوذ بک من الحور بعد الكور، اللهم إنا نعوذ بک من الفتن ما ظهر منها وما بطن، آمين يا رب العالمين بجاه سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا و مولانا محمد صلى الله تعالىٰ عليه و آله وأصحابه وسلم.

اسکتبہ الاحقر

محمد القدوس خبیب رومی عفا اللہ عنہ

نزیل حال آگرہ

اوائل محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

بنیادی عقیدہ:

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضور سرورِ کائنات رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔آپ کی ذات جامع صفات پر دین کی تکمیل کے ساتھ ساتھ سلسلۂ نبوت ورسالت بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ورسول نہ آئے گا۔نہ ظلی ،نہ بروزی،تشریعی نہ غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت ورسالت آپ کی ذات پر ختم ہوگئی۔ہاں اس کے برعکس جھوٹے دجالوں کے پیدا ہونے کی پیش گوئی احادیث میں ضرور ملتی ہے۔ ارشاد ہے’’ **لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِى وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِىْ** (ابوداؤد،ترمذی)’’قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی بھی نبی نہ آئے گا۔‘‘

تاریخ گواہ ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے اب تک کے کتنے ہی جھوٹے دجال اور مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ان کی زندگی ہی میں ذلیل ورسوا کرکے ان کا دجل ودروغ عالم آشکارا فرما دیا۔آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔آپ کے مشن کا مختصر تعارف آئندہ سطور میں پیش کیا جارہا ہے مقصد یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی جانب سے جو دعوت وقتاً فوقتاً ہمارے سامنے آتی رہتی ہے اس کی صحیح تصویر خود اسی جماعت ہی کے آئینہ میں دیکھی جاسکے۔

فرقہ غلمدیہ یا احمدیہ:

جیسا کہ معلوم ہے کہ اس فرقہ کی نسبت مرزا غلام احمد کی جانب کی جاتی ہے۔تو سوال یہ ہوتا ہے کہ مرزا جی کا نام احمد تو نہ تھا بلکہ غلام احمد تھا چنانچہ وہ خود یوں تعلّی فرماتے ہیں۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء،ص۲)

ایسی صورت میں فرقہ کا نام’’احمدیہ‘‘رکھنا غلط بھی ہے اور غلط فہمی کا موجب بھی ہے،عام طور پر مرکب اضافی میں جزو اوّل کی طرف نسبت کی جاتی ہے جیسے اُم القریٰ کی نسبت’’اُمّی‘‘آتی ہے۔بہاؤاللہ کی جانب فرقہ بہائیہ منسوب ہے۔اسی طرح اس فرقہ کا نام بھی غلامیہ ہونا تھا اور اگر خالص غلام ہونا پسند نہ تھا تو پھر فرقہ کا نام’’غلمدیہ‘‘ ہونا چاہیے تھا۔

قادیانیت کب اور کیوں وجود میں آئی؟

قادیانیت کی ابتداء مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) میں ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ تحریک قادیانیت میں سب سے بڑا عامل یہ تھا کہ مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹا کر مسلمانوں کی دینی وملی طاقت کو

کمزور کیا جاوے اور مسلمانوں کے بالمقابل حکومت وقت انگریز کو پورا پورا تعاون کیا جائے۔

مرزا صاحب برطانیہ کے خاندانی وفادار تھے۔

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرے والد بزرگوار غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھے جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔

(کتاب البریہ، اشتہار ۲۰/ستمبر ۱۸۹۷ء)

مرزا صاحب اوّل درجہ کے خیر خواہ تھے:

''میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں'' (تریاق القلوب ۳۰۹)

مرزا صاحب کا یہ نیا فرقہ بھی اوّل درجہ کا وفادار و جاں نثار ہے:

میں دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔ (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ۱۳)

احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ سے وابستہ ہے:

(الف) احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ سے وابستہ ہے۔ لہٰذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو ''مامور من اللہ'' اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں، بدون کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لیے فضلِ ایزدی اور سایۂ رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔

(الفضل، ۱۳/ستمبر ۱۹۱۴ء)

(ب) تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو، اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی ہی کے لیے اس ملک میں قائم کی ہے اور اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کرے گی۔ سنو! انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے۔ (تبلیغ رسالت، ص ۱۲۳ روحانی خزائن جلد ۱۰)

برطانیہ کی وفاداری مرزا جی کے نزدیک مذہبی فرض ہے:

مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا کے گنہگار رہوں گے کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں۔ (تریاق القلوب ضمیمہ ۳، ۳۰۷)

مرزا جی ایسے نبی تھے جن کا کام مکہ مدینہ کی بجائے زیر سایہ اقبال برطانیہ انجام پا سکتا تھا:

میں اپنے کام کو مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ (برطانیہ) میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت، جلد ششم ۶۹)

(ب) ''اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا

ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں تو پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔
(ملفوظات احمدیہ جلد اول ۱۴۶)

مرزا جی کی حمایتِ برطانیہ الہامی تھی:

میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ اوّل: والد مرحوم کے اثر نے۔ دوم: اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے (تریاق القلوب ۳۰۹)

اس موقع پر بات کا یہ نکتہ قابل غور ہے کہ مرزا جی ایسے نبی تھے جن کے نزدیک باپ کا طریقہ (مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَ نَا) اوّل درجہ میں قابل ذکر ہے اور خدا تعالیٰ کا الہام سب سے آخری تیسرے درجہ کی بات ہے۔

انگریز کی اطاعت کے لیے مرزا جی نے پچاس الماریوں کا لٹریچر تصنیف فرمایا تھا:

’’میری عمر کا اکثر حصہ اسی سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گذرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ۱۵)

مرزا جی کا تعلق گورنمنٹ برطانیہ سے بالکل نرالا ہے:

سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ کے اور ہمارے فوائد ایک ہوگئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی قدم آگے بڑھانے کا موقع ملتا ہے۔ اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ (الفضل ۲۷؍ جولائی ۱۹۱۸)

مرزا جی صرف وفادار حکومت ہی نہیں تھے بلکہ کانگریس کے مخالف بھی تھے:

’’ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی تو ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گذشتہ گاندھی مومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کیے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔ سیکڑوں تقریریں (گاندھی جی کی) اس تحریک (کانگریس) کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ مشورے دیے جنھیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا‘‘۔ (الفضل ۲۹؍ جنوری ۱۹۳۵ء)

فرقۂ احمدیہ کے عقائد و خیالات:

آئندہ سطور میں اس فرقہ کے چند عقائد و خیالات بھی نقل کیے جاتے ہیں، کہ مسلمانوں کے سامنے اس کی مذہبی تصویر بھی آجائے اور عام مسلمان کسی قسم کی گمراہی و بددینی کا شکار نہ ہوسکیں۔

نبوت ختم نہیں ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے!

''یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔'' (حقیقہ النبوۃ ۲۲۸)

ایک نبی نہیں ہزاروں نبی ہوسکتے ہیں:

''انہوں نے (مسلمانوں نے) یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدرت کو ہی نہ سمجھنے سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔ (انوار خلافت ۶۲)

''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں تو اسے ضرور کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں''۔ (انوار خلافت، ص ۶۵)

بہت سے قادیانی نبوت کی مختلف قسمیں ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی وغیرہ میں بات اُلجھا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ مرزا جی مجازی نہیں حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں:

''شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا جی) ہرگز ہرگز مجازی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ (''حقیقۃ النبوۃ، ص ۱۷۴)

جو مسلمان قادیانی (احمدی) نہ ہوں وہ سب کافر ہیں۔

''ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی (عام مسلمان) آپ کو نبی نہیں مانتے اس لیے قرآن کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں'' (الفضل ۲۹/۲۲ جون ۱۹۲۲ء)

کل مسلمان جو مرزا جی سے بیعت نہیں وہ کافر ہیں:

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا جی) کی بیعت میں شامل نہ ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینۂ صداقت، ص ۳۵)

احمدیوں کا خدا بھی اور اسلام بھی اور ہے:

''حضرت مسیح موعود (مرزا جی) نے فرمایا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے'' (الفضل ۲۱/اگست ۱۹۱۷ء)

غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھنا فرض ہے:

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ (انوار خلافت، ص 90)

نوٹ: اس کتابچہ میں جو حوالہ جات ہیں وہ قادیانی مسئلہ اور رسائل دار العلوم دیوبند سے ماخوذ ہیں۔ برادرانِ اسلام اور برادرانِ وطن کی آگاہی کے لیے شائع کیے جارہے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلاغ۔

عطا محمد جنجوعہ

قسط نمبر 1

قادیانی سے دعوتی نشست

برادرم محمد نذیر کے ہاتھ میں قادیانیوں کو دعوت فکر کتاب تھی وہ پلاٹ خریدنے کے لیے مالک کے مکان پر گیا۔ سودا طے ہو گیا اس کے بعد مالک عقیل احمد نے کتاب کے عنوان پر اعتراض کیا۔ اُن کے مابین دلچسپ انداز میں مذاکرہ ہوا اب وہ مستند حوالوں سے مزین مکالمہ کی روداد حاضر خدمت ہے۔

نذیر: معذرت کے ساتھ پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا تعلق قادیانی مذہب سے تو نہیں؟

عقیل: (ذرا تلخ لہجہ سے) میں قادیانی نہیں احمدی ہوں۔

نذیر: ''قادیانی'' سن کر آپ آپے سے باہر کیوں ہو گئے ہو؟

عقیل: مذہب کی شناخت شخصیت سے تو ہو سکتی ہے قصبہ سے نہیں۔

نذیر: مرزا قادیانی اپنی تصانیف کے سرورق پر ''مرزا غلام احمد قادیانی'' عموماً لکھتا رہا۔ جیسے ملفوظات جلد 8 پر درج ہے۔ اس بنا پر آپ کو مرزائی یا قادیانی کہنے پر غصہ نہیں کرنا چاہیے

عقیل: ''احمد'' بھی آپ کے نام کا حصہ ہے اس نسبت سے آپ ہمیں ''احمدی'' کیوں نہیں پکارتے۔

نذیر: مرزا کا نام احمد نہیں غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام کوئی نبی کسی دوسرے نبی کا غلام نہیں ہوتا۔ وہ صرف اللہ کا غلام ہوتا ہے۔

عقیل: مسیح موعود کوئی صاحب شریعت نہیں اُن کو تو محمد کی غلامی کرنے سے ظلی نبوت ملی ہے۔

نذیر: ظلی بروزی اور مسیح موعود کے ناموں پر بحث بعد میں ہوگی آپ کو اس وقت چند انبیاء کرام کے نام یاد ہیں تو وہ سناؤ۔

عقیل: آدم، نوح، صالح، یونس، ابراہیم، اسماعیل، عیسیٰ علیہم السلام۔

نذیر: ان کے نام ایک لفظی ہیں لیکن مرزا کا نام غلام احمد دو لفظی ہیں، کیوں؟ جو کہ انبیاء کرم کی نمایاں صفت کے منافی فعل ہے۔

عقیل: اچھا یہ بتاؤ! ہمیں قادیانی کہنے پر آپ کو اصرار کیوں ہے؟

نذیر: مرزا صاحب نے قادیان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

''ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق''۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 358)۔

عقیل: مسیح موعود نے قادیان کا مرتبہ ظاہر کیا ہے۔ لیکن اپنے مذہب کو قادیانی ظاہر کرنے کی ہدایت نہیں دی۔ اچھا آپ یہ وضاحت کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو مانتے ہیں کلمہ طیبہ میں اقرار کرتے ہیں لیکن تم ہم کو غیر

مسلم کہتے ہو، کیوں؟

نذیر: آپ کے تیسرے جانشین مرزا ناصر مسلسل کئی روز تک پاکستان کی قومی اسمبلی میں منعقدہ بحث مباحثہ میں شریک رہے۔ وہ خود کو مسلم ثابت نہ کر سکے۔

عقیل: آپ اس وقت عام فہم انداز میں سمجھائیں کہ ہم غیر مسلم کیوں ہیں؟

نذیر: اس کی کئی وجوہات ہیں۔ لفظ ''قادیان'' کی نسبت سے موقف پیش کرتا ہوں۔ مرزا غلام احمد نے کہا:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا'' (دافع البلاء ص 11 مندرجہ خزائن جلد 18 ص 231)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچا خدا وہ ہے جس نے مرزا صاحب کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا۔ اگر مرزا صاحب رسول نہیں ہیں تو پھر خدا کی سچائی بھی مشکوک ہے (نعوذ باللہ)۔ ایک شخص اقرار کرتا رہے کہ کائنات میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

مرزا صاحب کے بقول وہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اقرار کرتا ہے۔ جب تک وہ قادیان میں نازل ہونے والے رسول کو تسلیم نہیں کرے گا وہ سچا خدا کا قائل نہیں ہو سکتا۔

مسلمان اس عرش عظیم کے مالک اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مکہ کی دھرتی پر مبعوث فرمایا۔ اس بنا پر آپ کا مسلمانوں سے جداگانہ نظریہ ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کے نزدیک سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ اس بنا پر کوئی آپ کو قادیانی کہے تو آپ اس پر بُرا نہ منائیں بلکہ فخر کا اظہار کریں۔

عقیل: آئندہ اگر کوئی مجھے قادیانی کہے تو میں غصہ نہ کروں گا البتہ گزارش ہے کہ آپ نے مولویوں کی طرح بحث شروع کر دی ہے اس انداز سے دعوت دیں کہ میں اُسے سمجھ سکوں۔

نذیر: نبی مخلوق کے معلم بن کر مبعوث ہوئے یا طالب علم؟

عقیل: انبیاء کرام معلم کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔

نذیر: نبی کا استاد کوئی انسان نہیں ہوتا کیونکہ نبی کو براہ راست اللہ تعالیٰ سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے جبکہ مرزا صاحب نے خود اعتراف کیا ہے۔

''ہمارے استاد ایک شیعہ تھے گل علی شاہ اُن کا نام تھا۔ کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ منہ تک نہ دھوتے تھے''

(ملفوظات جلد اول ص 583)

عقیل: مسیح موعود کے دعویٰ سے قبل کا فعل ہے۔

نذیر: نبی پیدائشی طور پر کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ انبیاء کرام تعلیم وتزکیہ کے لیے مبعوث

ہوئے یامال کا ذخیرہ کرنے کے لیے۔

عقیل: انسانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لیے تشریف لائے۔

نذیر: مرزا صاحب جب فوت ہوا تو کافی جائیداد چھوڑ کر مرا جو اس کے ورثاء میں تقسیم ہوئی۔

عقیل: یہ بات میرے علم میں نہیں۔

نذیر: اہل مغرب اور مسلم معاشرہ میں کیا فرق ہے؟

عقیل: مغرب میں عورت آزادانہ گھوم سکتی ہے جو چاہے کرے اس پر کوئی قدغن نہیں۔ جبکہ مسلم معاشرہ میں عورت پردہ کی صورت میں محرم کے ساتھ باہر نکل سکتی ہے۔

نذیر: مرزا صاحب کی بیوی بے پردہ ہوکر بھرے مجمع میں ٹہلتی رہی۔

''بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے، سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی کے ساتھ ٹہلنے لگے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر، ادھرادھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا، آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں، بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا: جاؤ جی، میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا: مولوی صاحب! جواب لے آئے۔ (سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 56 روایت نمبر 77 طبع چہارم)

عقیل: مرزا صاحب کے اس عمل کو ایک عام انسان کی طرح نہیں بلکہ مدعی نبوت کے پیرائے میں دیکھیں جو اُن سے منسوب من گھڑت باتیں ہیں۔

نذیر: مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں کتنی کتب تصنیف کی ہیں۔

عقیل: قریباً 80 کتب تصنیف کی ہیں جو اَب 23 جلدوں میں روحانی خزائن کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔

نذیر: انبیاء کرام پر کتب وصحائف تو نازل ہوئے لیکن انہوں نے کتب تصنیف نہیں کیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کا یہ فعل نبی کی صفت کے منافی ہے۔

عقیل: وہ وحی الٰہی کی روشنی میں احکام ومسائل تصنیف کرتے تھے۔

نذیر: مرزا صاحب نے خشوع کی کیفیت کو مثال سے واضح کیا اس پر غور کرو یہ کس قسم کا ہے؟

''اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی

اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اُس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہوتا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہ رونے کی صورت پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت میں رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اچھلتا ہے۔''(براھین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ 40 ص96)

عمران خان معروف کرکٹر تھے، وزیر اعظم بن کر تقریروں میں کرکٹ کی مثال دیتے ہیں، جبکہ مرزا صاحب کا جو مشغلہ تھا خشوع کی کیفیت واضح کرنے کے لیے مرغوب مشغلہ کی مثال دی۔

مرزا صاحب کا شاعرانہ کلام بھی ملاحظہ کریں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا — ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے — تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جان — کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرۃ المہدی جلد اول ص213-214 طبع چہارم)

کیا آپ شرم وحیا سے عاری مثال اور عشقیہ اشعار فیملی ممبران کو سنانا پسند کریں گے۔

عقیل: ہرگز نہیں سناؤں گا۔

نذیر: یہ فحش الفاظ الہامی ہو سکتے ہیں؟

''بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔(پیغام صلح ص47 مندرجہ خزائن ص485 از مرزا غلام قادیانی)

عقیل: فحش انداز میں نطفہ کی مثال اور بے ہودہ اشعار خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

نذیر: تھیٹر میں کیا ہوتا ہے؟

عقیل: آج کل جو سینما میں ہوتا ہے وہی تھیٹر میں ہوتا تھا کہ چند مرد و خواتین مل جل کر کہانی کو ڈرامہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں رقص و سرود کی محفل ہوتی ہے۔

نذیر: مفتی صادق قادیانی اپنی کتاب 'ذکر حبیب'' میں لکھتا ہے

ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے۔ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تا کہ ہو سکے کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔

(ذکر حبیب، مفتی صادق قادیانی ص18)

عقیل: حالات کا جائزہ لیا اس میں کیا حرج ہے؟

نذیر: فلم ہو یا تھیٹر دیکھ کر روح کی پاکیزگی ہوتی ہے یا نفسانی خیالات پرورش پاتے ہیں؟

عقیل: شیطانی وسوسے جنم لیتے ہیں

نذیر: کیا آپ شراب پیتے ہیں؟

عقیل: نہیں

نذیر: کیوں؟

عقیل: اس کے پینے سے عقل پر پردہ چھا جاتا ہے اور شرم وحیا کی حس ختم ہو جاتی ہے۔

نذیر: آپ کے قائد تو شراب پیتے تھے۔

حکیم محمد حسین قادیانی کے ذکر کردہ مرزا قادیانی کے سلسلہ خطوط میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ''ٹانک وائن'' کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ''ٹانک وائن'' چاہیے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص 5 از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی۔)

یاد رہے ''ٹانک وائن'' ایک خاص قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سیل پیک بوتلوں میں آتی تھی۔ اس زمانے میں اس کی قیمت ساڑھے پانچ روپے تھی بار بار تاکید سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب ٹانک وائن کے مستقل عادی تھے۔ عقیل: میں اس واقعہ کی ریسرچ کروں گا۔

نذیر: آپ اس شخص کو اپنا رہبر مسیح موعود مانتے ہو جس کو ہسٹیریا اور مراق کا مرض لاحق تھا۔

عقیل: یہ نہیں ہوسکتا آپ مستند حوالہ سے ثابت کریں۔ نذیر: مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد نے تحریر کیا

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں عموماً دیکھی جاتی ہیں۔

(سیرت المہدی حصہ دوم ص 55 روایت نمبر 369)

(جاری ہے)

اخبار الاحرار

تعارف صحابہ واہلبیت کورس

مدرسۃ البنات قصر عائشہ صدیقہ تلہ گنگ میں گزشتہ 9 سال سے یکم محرم الحرام سے 8 محرم الحرام تک تعارف صحابہ واہلبیت کورس انعقاد پزیر ہوتا ہے۔ امسال 30 ذوالحجہ سے شروع ہو کر آج 8 محرم الحرام کو مکمل ہوا۔ درج ذیل عنوانات پہ تفصیل کے ساتھ اسباق پڑھائے اور لکھوائے گئے 1۔صحابہ قرآن وسنت کی روشنی میں 2۔تعارف صحابہ واہلبیت 3۔تمام صحابہ معیارِ حق ہیں 4۔صحابہ واہلبیت کی رشتہ داریاں 5۔صحابہ پہ اعتراضات کے تفصیلی جوابات 6۔دفاع صحابہ کیوں ضروری ہے 7۔حقیقی اہلبیت کون اور ازواج مطہرات وبنات نبی کا مکمل تعارف سیرت و کردار 8۔خلفاء راشدین عشرہ مبشرہ کا مکمل تعارف 9۔واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر۔رسومات وبدعات محرم اہم عنوانات تھے۔تقریباً پچاس خواتین اور ستر نوعمر بچیوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر تحریک مدح صحابہ مجلس احرار اسلام اور امیر شریعتؒ، ابنائے امیر شریعت اور دفاع صحابہ پہ بھی لیکچر ہوا۔ الحمدللہ اس محنت کے بہترین نتائج مل رہے ہیں اور دوررس نتائج کی امید ہے ان شاء اللہ

وطن عزیز پاکستان کے 75 ویں یوم آزادی کے موقع پر تقریبات

(14 اگست 2022) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ملک بھر میں وطن عزیز پاکستان کے 75 ویں یوم آزادی کے موقع پر تقاریب اور سیمینارز منعقد کیے گئے۔ مرکزی تقریب ایوان احرار لاہور میں مجلس احرار کے امیر مرکزیہ مولانا سید محمد کفیل بخاری کی صدارت میں منعقد ہوئی جبکہ جامع مسجد احرار چناب نگر میں مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، دفتر احرار چیچہ وطنی میں مرکزی نائب امیر جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور دار بنی ہاشم ملتان میں ضلعی امیر مولانا محمد اکمل کی صدارت میں تقاریب منعقد ہوئیں۔ جن میں مقامی ذمہ داران وکارکنان سمیت طلباء اور عوام الناس کی بڑی تعداد نے شرکت وخطابات بھی کیے۔ تحریک طلباء اسلام اور احرار سٹوڈنٹ فیڈریشن کے کارکنان نے ملی نغمے اور ترانے پیش کیے۔ مقررین نے مختلف مقامات پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام و نعرے پر معرض وجود میں آیا اور نفاذ اسلام میں ہی اس کی بقاء پنہاں ہے۔ اس کے حصول میں علماء حق اور بانیان کی جدوجہد اور شہداء کا مقدس خون شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں پر مجلس احرار اسلام کی مکمل نظر ہے اور ہم کسی بھی دین اور وطن دشمن کو اس کے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ آج تک مقتدر طبقہ نظریہ پاکستان سے روگردانی کرتا چلا آرہا ہے اور موجودہ حکمران بھی اپنے سے

پیشرو حکمرانوں کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اللہ کا انعام اور تحفہ ہے حکمرانوں نے تحریک آزادی کی عظیم جدوجہد اور شہداء آزادی کی قربانیوں کو رسوا کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کا اول و آخر مقصد نفاذ اسلام کے سوا کچھ نہیں۔ حکمران آئین پر حلف کی پاسداری اور قانون پر عملداری کو یقینی بنانے کا عہد کریں۔ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کر کے ملک کو چوروں، لٹیروں اور غاصبوں سے نجات دلائیں۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام وطن عزیز میں حکومت الہیہ کے قیام، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس ازواج و اصحاب رسول کے دفاع کیلئے آئینی دائرہ کار میں رہتے ہوئے جدوجہد جاری و ساری رکھے گی۔ ان تقاریب سے میاں محمد اویس، قاری محمد قاسم بلوچ، قاری عبدالعزیز، مولانا محمود الحسن، اکرام الحق سرشار، حکیم محمد قاسم، محمد قاسم چیمہ، مولانا مفتی محمد نجم الحق، قاری عبدالناصر صدیقی، سعید احمد انصاری، حافظ شاکر خان خاکوانی، مولانا عبدالقیوم، ڈاکٹر عبدالغفور احرار، شیخ لقمان منشاد، حافظ طارق چوہان، محمد عدنان معاویہ، محمد بلال بھٹی، محمد مہربان بھٹی، محمد عدنان ملک، محمد عثمان یوسف، محمد اسماعیل بھٹی، محمد شاہد، مفتی محمد قاسم احرار، شیخ ظفر اقبال، حافظ محمد عاصم احرار، مولانا محمد فیصل اشفاق، شیخ محمد علی، مولانا عبدالحمید احرار، حافظ محمد طارق لنگاہ، مولانا وقار احمد قریشی، مولانا محمد طلحہ مجتبی، مولانا محمد سلیمان نعمانی، مولانا محمد منظور و دیگر نے خطاب کیا۔

ڈیرہ اسماعیل خان (14 اگست) مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے زیر اہتمام مرکز احرار بخاری مسجد تھویا سیال میں یوم آزادی کے حوالے سے تقریب منعقد کی گئی جس میں امیر مشتاق احمد صدیقی، جناب ملک محمد عاصم عطاء، محمد نعیم احرار، مولانا خادم حسین، مولانا ثناء اللہ، بھائی محمد اسلم و دیگر نے شرکت کی۔ اس موقع پر بزم امیر شریعت کے ہونہار طلباء اور کارکنان نے بھی ملی نغموں، ترانوں اور تقاریر کے ذریعے محفل کی رونق کو دوبالا کیا۔

ملک بھر میں 61 ویں یوم امیر شریعت تزک و احتشام سے منایا گیا

(21 اگست 2022) حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ملک و ملت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ عقیدہ ختم نبوت، وحدت امت اور مسلمانوں میں اتفاق کی ضمانت ہے۔ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ نے قادیانیت کے محاذ پر پوری امت کو مجلس احرار کے پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ مولانا سید محمد کفیل بخاری نے مرکز احرار، دار بنی ہاشم میں حضرت شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کے 61 ویں یوم وفات کے موقع پر منعقدہ سالانہ امیر شریعت سیمینار کی مرکزی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے زبردست جدوجہد سے فرنگی سامراج کو برصغیر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ آج کے حالات میں حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے

کردار کو اپنانے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز کی تعمیر و ترقی اور استحکام کیلئے مجلس احرار اسلام اپنا فریضہ ادا کرتی رہیگی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پوری امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے اس پر کسی بھی قسم کی مفاہمت نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے کہا کہ فتنہ قادیانیت فرنگی سامراج کے سیاسی مفادات کی حفاظت و پرچارک کا گروہ ہے۔ آئین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات پر عمل درآمد کو یقینی بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ قانون ناموس رسالت میں تبدیلی کسی صورت قبول نہیں کی جائیگی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کے عوام میں جدوجہد آزادی کی نئی روح پھونکی اور جذبہ حریت بیدار کیا۔ سیمینار سے مجلس احرار اسلام ملتان کے ضلعی امیر مولانا محمد اکمل، ناظم اعلی ابومیسون مولانا اللہ بخش احرار، ناظم تبلیغ مولانا مفتی محمد نجم الحق، ناظم اطلاعات ونشریات محمد فرحان الحق حقانی، شیخ محمد علی نے بھی اظہار خیال کیا۔ اس کے علاوہ لاہور، چیچہ وطنی، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جتوئی، جھنگ سمیت دیگر شہروں میں بھی تقاریب منعقد ہوئیں۔

49ویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ، دار بنی ہاشم ملتان

ملتان (10 محرم الحرام 1444، 11 اگست 2022) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ سیدنا حسین کی شہادت نے سبائیوں کی سازش کو بے نقاب کر دیا، خلفاء راشدین کے قاتل ہی قاتلین سیدنا حسین ہیں۔ ان خیالات کا اظہار دار بنی ہاشم میں مجلس محبان آل واصحاب رسول علیہم الرضوان کے زیر اہتمام منعقدہ انچاسویں (49ویں) سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ مولانا سید محمد کفیل بخاری نے اپنے خطاب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین قربانی سے پھیلتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اسوہ اور ان کا طرز زندگی ہی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ہم امن کے داعی ہیں اور وطن عزیز کو امن کا گہوارہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اعلی مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہی ایمان کی اساس و بنیاد ہے۔ صحابہ کرام نے اس عقیدہ کا دفاع کیا اور دین کو پوری امت تک پہنچایا۔ دین اسلام کا ہم تک پہنچنا امت پر صحابہ کا احسان ہے۔ مرکزی ناظم تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ امامت و نبوت مختلف نہیں ہیں بلکہ انبیاء کو ہی اللہ تعالی مقام عصمت و امامت عطاء فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام علیھم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے، نبوت ختم ہوگئی اور خلافت جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ مجلس احرار اسلام پنجاب کے ناظم اعلی مولانا تنویر الحسن احرار اور ضلع ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل نے کہا کہ سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کی شہادتوں کے پس منظر میں یہودان خیبر اور مجوسان عجم کی شکستوں کا انتقام ہے۔ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے

خاندان، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو انہی دشمنوں نے اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔مقررین نے مزید کہا کہ آج بھی عالمی استعمار اور طاغوت امت مسلمہ کے خلاف پوری دنیا میں دہشت گردی کر رہا ہے جو یہودان خیبر کے انتقام کا تسلسل ہے۔انہوں نے کہا کہ وطن عزیز کی حفاظت، سلامتی اور قیام امن ہمارا اولین مقصد اور نصب العین ہے۔ہم اسوہ حسینی اور اسوہ آل و اصحاب رسول علیہم الرضوان پر عمل کرتے ہوئے وطن عزیز کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدات کی حفاظت اور قیام امن اور اتحاد امت کیلئے پرامن جدو جہد کرتے رہیں گے۔مجلس سے قاری عبدالسلام، مولانا محمد فیصل اشفاق، حافظ محمد اکرم احرار، شیخ حسین اختر لدھیانوی، صوفی حقنواز چشتی اور فرحان الحق حقانی نے بھی بارگاہ حسینی میں ہدیہ عقیدت ومحبت پیش کیا۔

افتتاحی تقریب دفتر ختم نبوت مجلسِ احرار اسلام گوجرانوالہ

رپورٹ: حسیب حسن راول (14 اگست 2022 مطابق 15 محرم 1444) اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اور گوجرانوالہ کے پرخلوص ساتھیوں کی محنت کے نتیجے میں جشن آزادی کے پروقار موقع پر دفتر ختم نبوت مجلسِ احرار اسلام گوجرانوالہ کا باضابطہ افتتاح بدست امیر مرکزیہ مولانا سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم ہوا۔

اس پروقار تقریب میں مجلس احرار کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری، مرکزی نائب ناظم تبلیغ جناب ڈاکٹر محمد آصف، حضرت مولانا عبدالواحد رسولنگری صاحب، سرپرست اعلیٰ گوجرانوالہ محترم جناب خاور جاوید بٹ صاحب اور امیر گوجرانوالہ حاجی محمد اشرف صاحب نے حاضرین محفل سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

حضرت امیر مرکزیہ نے احرار کی تاریخی جدو جہد اور گوجرانوالہ شہر کی احرار کے ساتھ نسبت اور قربانیوں کو اجاگر کیا اور تمام حاضرین کو احرار کے منشور اور احرار کے کام سے آگاہی بھی دی ساتھ ہی ساتھ گوجرانوالہ کی مقامی قیادت کو دفتر کے قیام پر مبارکباد دی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قافلے کو آگے بڑھتے رہنے کے لئے محنت اور لگن سے کام کرنے کی تلقین بھی کی اور حاضرین محفل کا خصوصی شکریہ ادا کیا حاضرین محفل میں ڈاکٹرز، پروفیسرز، وکلاء، بزرگوں، نوجوانوں سمیت سینکڑوں افراد نے شرکت کی اور اپنی محبتوں اور دعاؤں سے نوازا اور مکمل تعاون کی یقین دہانی بھی کروائی اور آخر میں یہ تقریب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ کی دعا کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ماہانہ درس گوجرانوالہ جامع مسجد القمر میں میرا تعلق احرار سے جڑا اور آہستہ آہستہ آج الحمدللہ بفضل خدا مجھ ناچیز کو یہ شرف حاصل ہوا کہ گوجرانوالہ میں باضابطہ احرار کے دفتر کے قیام کے موقع پر دفتر خادم کی ڈیوٹی میرے ذمے لگائی اور حضرت کفیل شاہ جی کی دعاؤں اور تمام ساتھیوں کی محنت

کے نتیجے میں آج میں دفتر میں ختم نبوت کے سلسلے میں ایک ادنیٰ سی کوشش جاری وساری رکھے ہوئے ہوں آپ سب سے التماس سے میرے حق میں دعا کریں اللہ میری اس ٹوٹی پھوٹی کوشش کو اور دنیا میں جہاں جہاں بھی ختم نبوت کا کام جو کوئی بھی جس شکل میں کر رہا ہے اللہ سب کا حامی و ناصر ہو اور مجھ سمیت سب کو استقامت نصیب فرمائے۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا پودا آج ایک تناور درخت بن چکا جس کی شاخیں ملک کے نہیں دنیا کے طول و عرض میں پھیل رہی ہیں اور الحمد للہ بخاری کا قافلہ رواں دواں ہے اور رہے گا ان شاء اللہ۔ مجلس احرار اسلام زندہ تھی، زندہ ہے، اور زندہ رہے گی ہمارے بعد بھی۔

شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں

مجلس احرار اسلام پاکستان کے شعبہ تبلیغ کے تحت ملک بھر میں مبلغین ختم نبوت دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں گزشتہ دو ماہ (جولائی، اگست) میں پنجاب بھر کے مختلف علاقوں میں معمول کے اجتماعات جمعہ اور دروس قرآن کے علاوہ کم وبیش 50 مقامات پر دروس ختم نبوت، ختم نبوت کورسز اور ختم نبوت سیمینارز منعقد ہوئے جن میں کم وبیش پانچ ہزار کے قریب افراد نے شرکت واستفادہ کیا۔ علاوہ ازیں انفرادی ملاقاتیں، نومسلمین اور غیر مسلموں سے مسلسل مذاکرات بھی جاری ہیں۔ اکابرین وقائدین کی تنظیمی وتبلیغی سرگرمیاں اس کے علاوہ ہیں۔

شعبہ تبلیغ کے ہی زیر اہتمام ملک بھر میں تلہ گنگ سے فری ''فہم ختم نبوت خط کتابت کورس'' کروایا جاتا ہے جس میں اب تک ہزاروں مرد وخواتین شریک ہو کر اپنے عقیدہ کو مضبوط کر چکے ہیں۔ کورس کے لیے رابطہ: 0301-5935658

جماعت کے سوشل میڈیا نیٹ ورک کے تحت گزشتہ پانچ ماہ سے ''آن لائن ختم نبوت انعامی مقابلہ'' کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اپریل اور مئی کی مقابلوں کی رپورٹ جون کے شمارہ میں شائع ہوئی جبکہ ماہ جون میں 6 افراد نے شرکت کی جن میں سے 4 کے جوابات درست تھے جبکہ محمد عرفان (لیہ) کو قرعہ اندازی سے انعام دیا گیا۔ اسی طرح ماہ جولائی میں 54 افراد نے مقابلے میں حصہ لیا، 46 کے جوابات درست تھے، زوجہ محمد حسن (کمالیہ) کو انعام دیا گیا۔

اسی طرح مجلس احرار اسلام کا یوٹیوب چینل Majlis Ahrar Islam [official] موجود ہے جس پر جماعت کی سرگرمیاں، بیانات، کانفرنسز اور ختم نبوت کورس کی ویڈیوز موجود ہیں۔ جبکہ فیس بک پر مجلس احرار اسلام کا آفیشل پیج facebook.com/majliseahrar بھی موجود ہے جس پر جماعت کی تمام اپڈیٹس شیئر کی جاتی ہیں۔

قارئین، جماعت کے پیج اور چینل کو لائک کریں سبسکرائب کریں اور ان تمام شعبوں میں دامے درمے سخنے قدمے تعاون کریں اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کی اس جدوجہد میں اپنا حصہ شامل کریں۔

مسافرانِ آخرت

☆......حاجی صلاح الدین بانی راجپوت سپریم کونسل ڈیرہ اسماعیل خان بقضاء الٰہی 2 اگست 2022ء کو وفات پاگئے۔

☆......مولانا محمود الحسن چناب نگر کی سالی صاحبہ، انتقال یکم اگست 2022ء

☆......مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم کے معاون خواجہ بدرالزمان کچھ عرصہ قبل انتقال کر گئے۔

☆......فیصل آباد میں ہمارے کرم فرما قاری عبدالرشید صاحب کی ہمشیر۔انتقال 29 جولائی 2022ء

☆......مجلس احرار اسلام سلانوالی کے امیر بھائی محمد شاہد کے والد 4 اگست کو انتقال کر گئے۔

☆......حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہ اللہ کی پوتی اور مولانا عطاء الرحمٰن اشعر کے دختر 13 رمضان المبارک کو انتقال کر گئی۔

☆......مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن چودھری محمد ثاقب کی والدہ مرحومہ انتقال: 28 جولائی 2022ء

☆......مجلس احرار اسلام سلانوالی کے کارکن بھائی محمد زاہد کی والدہ 17 اگست 2022ء کو انتقال کر گئیں۔

تعزیتیں برائے نقیب ستمر 2022ء

چیچہ وطنی: مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے سابق صدر خان محمد خان افضل مرحوم کے فرزند خان فیاض احمد (چک نمبر 15.11 ایل) کی اہلیہ محترمہ 27۔ جولائی بدھ کو انتقال کر گئیں، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ و دیگر کی شرکت۔

چیچہ وطنی: ہمارے دیرینہ معاون شیخ عبدالواحد، حافظ ساجد محمود، شیخ عابد محمود گولڈن پرل والے کی والدہ ماجدہ 28 جولائی جمعرات کو انتقال کر گئیں۔

چیچہ وطنی: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ کالونی چیچہ وطنی کے معاون اور نمازی چودھری عبدالرشید چیمہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

چیچہ وطنی: جماعت کے دیرینہ وفادار ساتھی ڈاکٹر محمد فیاض (شاکر کالونی) 6/ جولائی ہفتہ کی صبح انتقال کر گئے، 1980ء کی دہائی سے لیکر تادم آخر ہر آسان اور مشکل وقت میں فرنٹ لائن پر ہوتے کئی سالوں سے ذیابیطس کے مرض میں زیادہ مبتلا ہونے کے باوجود جماعتی سرگرمیوں میں متواتر شریک رہتے اور اسے ذریعہ آخرت ونجات سمجھتے۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مرحوم، حضرت پیر جی عبدالعلیم شہید کے بعد حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کے دیوانے سمجھے جاتے تھے، 18 جولائی پیر کو جب دو قادیانیوں نے قبول اسلام کیا تو بے قابو ہو کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد کے نعروں سے فضاء گونجی، جو ڈاکٹر محمد فیاض نے لگوائے اور خوشی سے آنسو بہ گئے، اکابر احرار اور فرزندان امیر شریعت اور احرار کی موجودہ قیادت پر بے پناہ اعتماد کا اظہار کرتے اور اپنا سب کچھ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی

جدوجہد پر لٹانے کے لیے تیار رہتے ، نماز جنازہ جامع مسجد میں ادا کی گئی۔ جو مرحوم کے والد گرامی محمد حیات نے پڑھائی مرحوم بڑی خوبصورت یادیں اور کردار چھوڑ گئے۔

چیچہ وطنی: جماعت کے دیرینہ سرپرست و مہربان رائے نیاز محمد خان 12 ر اگست جمعۃ المبارک کو نیویارک امریکہ میں انتقال کر گئے ، نمازہ جنازہ 14 اگست اتوار کو بعد نماز ظہر ادا ہوئی ، مرحوم گزشتہ کئی سالوں سے اپنے فرزندان اور عزیزوں کے ہمراہ امریکہ منتقل ہو گئے ، مرحوم پرانی وضع کی خوبصورت شخصیت کے مالک تھے ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق تھا ، رائے پوری بزرگوں اور فرزندان امیر شریعت سے بہت محبت رکھتے تھے۔ احرار کے فکر و نظریہ پر قائم تھے ، پرانے بزرگوں کے واقعات و حالات ازبر تھے حضرت حافظ عبدالرشید چیمہ مرحوم کے خاندان سے بہت محبت رکھتے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے مرحوم کے فرزندان رائے احمد سعید خاں ، رائے محمود سعید خاں ، رائے طارق سعید خاں ، اور مرحوم کے پیارے پوتے طلحہ سعید خاں سے فون پر تعزیت کا اظہار کیا۔ مرحوم رائے نیاز محمد خاں شعر و شاعری سے شغف بھی رکھتے تھے اور خود بھی شاعری کرتے تھے ، حافظ تخلص تھا حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کے ساتھ شعر و شاعری میں وقت گزارتے اور حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کی چھوٹی بیٹی سے شعر و شاعری اور ادب بارے انکا مکالمہ رہتا ، عزیزی حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا بیٹا بنا رکھا تھا ، منجملہ سبھی انسانیت سے محبت کرنے والی شخصیت و محسن سے ہم محروم ہو گئے ہیں ، احرار ساتھیوں کو زندگی بھر خصوصی محبتوں اور الفتوں سے نوازتے رہے ، اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی اگلی منزل آسان فرمائیں ، احباب و قارئین اپنی مقبول دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آمین

دعائے صحت

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما محترم جناب میاں محمد اویس صاحب عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کے دل کا بائی پاس آپریشن ہوا۔ تمام احباب سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

مُسلمانو! پرچم ختمِ نبوّت گرنے نہ پائے اور عقیدۂ ختمِ نبوّت پر آنچ نہ آئے (امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

فرما گئے یہ ہادی • لا نبی بعدی

45 ویں

سالانہ

دو روزہ تاریخ ساز

پُروقار روح پرور

عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

11 12

ربیع الاوّل 1444

ان شاء اللہ العزیز

بمقام

جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو ذر بخاری شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ابن امیر شریعت حضرت مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

مفکر احرار چوہدری افضل حق

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

شیخ حسام الدین

حضرت مولانا مظہر علی اظہر

ماسٹر تاج الدین انصاری

حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری چشتی

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی

بیاد

حضرت مولانا محمد حیات

حضرت مولانا لال حسین اختر

حضرت مولانا محمد علی جالندھری

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری

خواجہ خان محمد صاحب

آغا شورش کاشمیری

نواب زادہ نصر اللہ خان

حضرت مولانا عبید اللہ احرار

مرزا غلام نبی جانباز

خطاب خصوصی

نواسہ امیر شریعت قائد احرار

حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری صاحب

حسنی حسینی مدظلہ العالی

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

زیر صدارت

حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

11 ربیع الاوّل 1444

احرار ورکرز کنونشن بعد نماز ظہر

عالمی قرّاء کرام بعد نماز مغرب تلاوت کریں گے

بیانات علماء کرام

12 ربیع الاوّل 1444

درسِ قرآن حکیم بعد نماز فجر / پرچم کشائی صبح 8 بجے / بیانات علماء کرام صبح 10 بجے تا 1 بجے دن

جلوس دعوتِ اسلام بعد نماز ظہر

بسلسلہ دعوتِ اسلام جس میں حسب سابق قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کا فریضہ ادا کیا جائیگا

جامع مسجد احرار تا اڈا چناب نگر

ملک بھر سے علماء مشائخ شعراء صحافی مذہبی سیاسی سماجی راہنما وکلا طلباء زعماء احرار عقیدۂ ختم نبوت حیات عیسیٰ مقام صحابہ عصمت انبیاء قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کو دعوت اسلام، احرار اور محاسبۂ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر خطاب فرمائیں گے

شعبہ تبلیغ

تحفظ ختم نبوت

مجلس احرار اسلام پاکستان

0301-7660168 رحیم یار خان	0301-3138803 چناب نگر	0301-6221750 گجرات
0301-5310385 آزاد کشمیر	0300-6385277 ملتان	0315-6381977 چیچہ وطنی
0308-5838395 کراچی	0300-4037315 لاہور	0300-5780390 تلہ گنگ
0300-9793093 راولپنڈی	0303-4611460 ڈسکہ	0307-6101608 سیالکوٹ

باہتمام ذکا پرنٹرز میلسی 0300-6288071

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

"الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔" (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

"اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔" (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُلِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس